اکتوبر تا دسمبر 2022ء
ماہنامہ
جہانِ رضا
لاہور
بیاد
الشاہ امام احمد رضا خان قادری
اعلیٰ حضرت اور علم حدیث
غیر مقلد ناصر البانی کا ردِ بلیغ
ایک ضعیف روایت کی تصحیح پر سنابلی ناجی کا تعاقب
غزوۂ بدر میں بھی جھنڈا لہرایا گیا
حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مُرادآبادی اور امام احمد رضا خان قادری
مدیر اعلیٰ
محمد منیر رضا قادری
مرکزی
مجلس رضا
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کا حقیقی و تحقیقی ترجمان

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

بیاد
مجدد دین و ملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

بانی مجلس رضا حکیم اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ ۲۶۹ / اکتوبر تا دسمبر ۲۰۲۲ء / ربیع الآخر تا جمادی الاول ۱۴۴۴ھ جلد ۳۰

ایڈیٹر

پروفیسر سید محمد سرفراز قادری رضوی

محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ

مجلس رضا مرکزی
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

فہرست

زرِ تعاون فی پرچہ -/50 روپے

سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک -/800

خط و کتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا

مسلم کتابوی داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور
0321-4477511
042-37225605
Email:muslimkitabevi@gmail.com

یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی حدیث پر صحیح تحقیق اور غیر مقلد ناصر البانی کا رد بلیغ

محترم رضا العسقلانی

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ

ترجمہ: امام بخاری نے کہا کہ ہم سے ابو نعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا ہے اور ان سے امام سفیان (الثوری) نے بیان کیا ہے اور ان سے امام ابو اسحاق (عمرو بن عبداللہ السبیعی) نے اور ان سے عبد الرحمن بن سعد (جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے) نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پیر (پاؤں) سُن ہو گیا، ایک شخص نے کہا (آپ) ان کو یاد کرو جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو، پس آپ رضی اللہ عنہ نے کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ [1]

اس حدیث کی سند پر تحقیق:

اس حدیث کے پہلے راوی خود امام بخاری ہیں جو تعارف کے محتاج نہیں۔

دوسرے راوی امام بخاری کے استاذ ابو نعیم الفضل بن دکین ہیں جو بہت بڑے حافظ الحدیث تھے اور یہ بخاری شریف کے راوی بھی ہیں جن کے بارے میں امام ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں:

الفضل ابن دكين الكوفي واسم دكين عمرو ابن حماد ابن زهير التيمي مولاهم الأحول أبو نعيم الملائي بضم الميم مشهور بكنيته ثقة ثبت من

---

[1] الادب المفرد للبخاری بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا خَدِرَتْ رِجْلُه، جلد# 1، صفحہ: 335، الرقم الحدیث: 994، الناشر: دار البشائر الاسلامیہ بیروت

التاسعة مات سنة ثمانی عشرة وقیل تسع عشرة وکان مولدہ سنة ثلاثین وھو من کبار شیوخ البخاری" ❶

اس میں تیسرے راوی امام سفیان الثوری ہیں جو بہت بڑے حافظ الحدیث تھے اور یہ بخاری اور مسلم شریف کے راوی بھی ہیں ان کے بارے میں امام ذہبی لکھتے ہیں:

هُوَ شَيْخُ الإِسْلاَمِ، إِمَامُ الحُفَّاظِ، سَيِّدُ العُلَمَاءِ العَامِلِيْنَ فِي زَمَانِهِ، أَبُو عَبْدِ اللهِ الثَّوْرِيُّ، الكُوْفِيُّ، المُجْتَهِدُ، مُصَنِّفُ كِتَابِ (الجَامِعِ) ❷

اس میں چوتھے راوی امام ابو اسحاق ہیں جو بہت بڑے حافظ الحدیث تھے اور یہ بخاری اور مسلم شریف کے راوی بھی ہیں ان کے بارے میں امام ذہبی لکھتے ہیں:

أَبُو إِسْحَاقَ السَّبِيْعِيُّ عَمْرُو بنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ ذِي يُحْمِدَ وَقِيْلَ عَمْرُو بنُ عَبْدِ اللهِ بنِ عَلِيٍّ الهَمْدَانِيُّ، الكُوْفِيُّ، الحَافِظُ، شَيْخُ الكُوْفَةِ، وَعَالِمُهَا، وَمُحَدِّثُهَا ❸

اس میں پانچویں راوی عبد الرّحمٰن بن سعد القرشی العدوی وفی ہیں جو بہت بڑے تابعی تھے اور ان کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام ہونے کا شرف بھی حاصل ہے اور یہ ثقہ تابعی تھے اور ان کی توثیق میں امام ذہبی کے استاد امام مزی لکھتے ہیں:

ذکرہ ابنُ حِبَّان فی کتاب الثقات

روی له البخاری فی کتاب الأدب، حدیثا واحدا موقوفا وقد وقع لنا عالیا عنه ❹

اور امام ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں:

عبد الرحمن بن سعد القرشی کوفی روی عن مولاہ عبد اللہ بن عمر

---

❶ تقریب التھذیب لابن حجر، جلد:1، صفحہ:446، الرقم:5401

❷ سیر اعلام النبلاء، جلد:7 صفحہ:230، الرقم:82۔

❸ سیر اعلام النبلاء، جلد:5۔صفحہ:392، رقم:180

❹ تذہیب الکمال، جلد:17 صفحہ:143، رقم:3832

وعنه أبو إسحاق السبيعي ومنصور بن المعتمر وأبو شيبة عبد الرحمن بن إسحاق الكوفي وحماد بن أبي سليمان ذكره بن حبان في الثقات قلت وقال النسائي ثقة [1]

چھٹے راوی تو خود صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

تحقیق سے ثابت ہوا اس روایت میں کوئی راوی ضعیف نہیں ہے۔

اب آتے ہیں غیر مقلد محدث ناصر البانی کے اعتراضات کی طرف پھر ان کا رد چن چن کر کرتے ہیں۔

ناصر البانی نے اسی روایت کو اپنی دو کتابوں میں ضعیف لکھا جن کی تفصیل یہ ہے۔

1-ضعیف ادب المفرد رقم الحدیث:964 میں یہ علت بتائی کہ امام ابو اسحاق مدلس ہے وہ عن سے روایت کر رہے ہیں لہذا یہ ضعیف ہے۔

2-تخریج الکلم الطیب رقم الحدیث:236 میں یہ علت بتائی کہ اس میں الھیثم بن حنش مجہول ہے جس کی توثیق ثابت نہیں لہذا یہ بھی ضعیف ہے۔

ناصر البانی کا ادب المفرد والی حدیث پر اعتراض اور اس کا رد بلیغ:

ناصر البانی نے اس حدیث کے ایک طرق کو ذکر کر کے امام ابو اسحاق کی عن والی روایت کو اس لیے رد کیا ہے کہ اس میں امام ابو اسحاق نے سماع کی تصریح نہیں کی لیکن ناصر البانی یہ بھول گیا کہ اس حدیث کا ایک اور طرق بھی ثابت ہے جو امام شعبہ بن الحجاج کا طرق ہے اور محدثین کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام شعبہ کی روایت مدلسین سے سماع پر محمول ہوتی ہے۔امام شعبہ مدلسین سے وہ روایت لیتے ہیں جو مدلسین نے اپنے شیخ سے سنی ہوئی ہوتی ہیں۔

چنانچہ امام حربی روایت کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَمَّنْ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ

---

[1] تقریب التہذیب، جلد:6 صفحہ:186، رقم:376

خَدِرَتْ رِجْلُهُ فَقِيلَ اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ

ترجمہ: ہم سے عفان (بن مسلم) نے حدیث بیان کی ان سے امام شعبہ (بن الحجاج) نے حدیث بیان کی اور انہوں نے امام ابو اسحاق سے اور انہوں نے ان سے جس نے حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے سنا ہے فرمایا (ابن عمر رضی اللہ عنہ) کا پاؤں سن ہو گیا (تو) آپ سے کہا گیا کہ ان کو یاد کریں جو آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ پیارا ہو (تو) آپ نے کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ [1]

اس روایت کی سند پر تحقیق:

1- اس روایت کے پہلے راوی امام ابراہیم بن اسحاق الحربی ہیں جن کی وفات 285 ہجری کو ہوئی ہے ان کی توثیق درج ذیل ہے۔

خطیب البغدادی لکھتے ہیں:

كان إماماً في العلم، رأساً في الزهد، عارفاً بالفقه، بصيراً بالأحكام، حافظاً للحديث، مميزاً لِعِلَلِه قَيِّمًا بالأدب، جماعاً للغة، صنف غريب الحديث، وكتباً كثيرة (تاریخ البغداد 6/519)

امام دارقطنی فرماتے ہیں:

وَإِبْرَاهِيمُ إِمَامٌ بَارِعٌ فِي كُلِّ عِلْمٍ، صَدُوقٌ (سیر اعلام النبلاء 13/260)

حافظ الحدیث الحسین بن فہم فرماتے ہیں:

لاَ تَرَى عَيْنَاكَ مِثْلَ إِبْرَاهِيْمَ الحَرْبِيِّ، إِمَامِ الدُّنْيَا، لَقَدْ رَأَيْتُ، وَجَالَسْتُ العُلَمَاءَ، فَمَا رَأَيْتُ رَجُلاً أَكْمَلَ مِنْهُ (سیر اعلام النبلاء 13/268)

امام حاکم فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بنَ صَالِحٍ القَاضِي يَقُوْلُ لاَ نَعلَمُ بَغْدَادَ أَخرجتْ مِثْلَ

---

[1] غريب الحديث، المؤلف: إبراهيم بن إسحاق الحربي أبو إسحاق (198 285ھ)، بَابُ: خدر، الْحَدِيثُ الثَّانِي وَالسِّتُّونَ، جلد #2 صفحہ #673

إِبْرَاهِيم الحَرْبِيّ فِي الأَدب وَالفِقْه وَالحَدِيْث وَالزُّهْد (سیر اعلام النبلاء (13/268)

امام ذہبی لکھتے ہیں:

هُوَ الشَّيْخُ، الإِمَامُ، الحَافِظُ، العَلاَّمَةُ، شَيْخُ الإِسْلاَمِ، أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيْمُ بنُ إِسْحَاقَ بنِ إِبْرَاهِيْمَ بنِ بَشِيْرٍ البَغْدَادِيُّ، الحَرْبِيُّ، صَاحِبُ التَّصَانِيْفِ (سیر اعلام النبلاء (13/256)

امام سبکی شافعی لکھتے ہیں:

إِبْرَاهِيم بن إِسْحَاق بن إِبْرَاهِيم بن بشر الحربي أَبُو إِسْحَاق الْفَقِيه الْحَافِظ طبقات الشافعيه الكبرى (2 256)

اس روایت میں دوسرا راوی عفان بن مسلم ہے جو ثقہ ہے اور یہ بخاری اور مسلم شریف کا راوی ہے۔

ان کی توثیق درج ذیل ہے۔

امام ابن سعد فرماتے ہیں:

وَكَانَ ثِقَةً ثَبْتًا كَثِيرَ الْحَدِيثِ حُجَّةً (طبقات الکبری (7/218)

امام کلاباذی نے عفان بن مسلم کو صحیح بخاری کی راویوں میں درج کیا ہے۔

امام ابو حاتم نے کہا:

هو ثقة إمام (تاریخ بغداد (12/265)

ابن خراش نے کہا:

ثقة من خيار المسلمين (تہذیب التہذیب 7/234)

امام ابن مانع نے کہا:

ثقة مأمون (تہذیب التہذیب 7/234)

امام ابن معین نے کہا:

أصحاب الحديث خمسة، مالك، وابن جريج، والثوري، وشعبة،

وعفان(تاریخ بغداد(12/269)

تیسرے راوی امام شعبہ بن الحجاج ہیں جو بہت بڑے حافظ الحدیث تھے ویسے یہ تعارف کے محتاج نہیں ان کے بارے میں امام سفیان الثوری فرماتے ہیں:

شعبة أمير المؤمنين فى الحديث (تہذیب الکمال رقم #2790)

امام ذہبی لکھتے ہیں:

الإِمَامُ، الحَافِظُ، أَمِيْرُ المُؤمِنِيْنَ فِي الحَدِيْثِ، (سیر اعلام النبلاء (7/202)

ان کی توثیق بہت زیادہ ہے لہذا اتنا ہی کافی ہے۔

چوتھے راوی امام ابو اسحاق کی توثیق اوپر ثابت کر آئے ہیں۔

شعبہ عن ابی اسحاق عن (فلاں راوی) کی سند کے بارے میں محدثین کا نظریہ:

محدثین کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام شعبہ مدلسین سے وہ حدیث لیتے ہیں جس میں تدلیس نہیں ہوتی بلکہ مدلسین نے وہ حدیث اپنے شیخ سے سنی ہوئی ہوتی ہے اس لیے امام شعبہ کی مدلسین سے عن والی روایت محمول علی السماع ہوتی ہے۔

امام یحیی بن سعید القطان نے کہا:

كل شئ يحدث (به) شعبة عن رجل فلا تحتاج أن تقول عن ذاك الرجل أنه سمع فلانا، قد كفاك أمره

ترجمہ: ہر ایسی (حدیث کی تمام) شئ جس کو امام شعبہ نے کسی مرد سے بیان کیا ہوتو اس میں اس بات کی محتاجی نہیں کہ وہ اس مرد کے بارے میں کہیں کہ اس نے فلاں سے سنا ہے تمہارے لیے یہ حکم کافی ہے۔ الجرح التعدیل لابی حاتم (1/162)

غیر مقلد زبیر زئی نے امام یحیی بن سعید القطان کی اس بات کی سند کو صحیح قرار دے دیا۔ (فتح المبین علی تحقیق طبقات المدلسین صفحہ #224)

امام شعبہ بن الحجاج خود فرماتے ہیں:

كل شئ حدثتكم به فذلك الرجل حدثنى به أنه سمعه من فلان إلا

شيئا أبينه لكم

ترجمہ: ہر ایسی (حدیث کی تمام) شئ جو میں نے تم سے بیان کی ہو کسی مرد سے تو وہ مرد ہے جس نے مجھے بیان کیا ہے کہ اس نے فلاں سے سنا ہے۔

الجرح التعدیل لابی حاتم (1/173)

غیر مقلد زبیر زئی نے امام شعبہ بن الحجاج کی اس بات کی سند کو صحیح قرار دے دیا۔ (فتح المبین علی تحقیق طبقات المدلسین صفحہ #224)

خود گستاخ المحدثین والفقہاء نام نہاد اہل حدیث وہابی زبیر زئی اوپر دی گئی دلیل کو لکھ کر کہتا ہے۔

قلت : فيه دليل على ان حديث شعبة عن المدلسين محمول على السماع۔

ترجمہ: میں (یعنی غالی وہابی زبیر زئی) کہتا ہوں اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ امام شعبہ کی حدیث مدلسین سے وہ محمول علی السماع ہوتی ہیں۔ (فتح المبین علی تحقیق طبقات المدلسین صفحہ #224)

امام ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں:

وإنما جزمت بشعبة، لأنه كان لا يأخذ عن أحد ممن وصف بالتدليس إلا ما صرح فيه ذلك المدلس بسماعه من شيخه

ترجمہ: اور میں (یعنی امام عسقلانی) نے امام شعبہ پر اس لئے یقین کیا ہے کہ وہ ان (محدثین) سے حدیث نہیں لیتے جو تدلیس کے ساتھ موصوف ہوں سوائے اس کے جس میں اس مدلس (راوی) نے اس حدیث کی اپنے شیخ سے سماع کی ہو (یعنی سنی ہو)۔

النکت علی کتاب ابن الصلاح، (1 259)

اور گستاخ المحدثین والفقہاء نام نہاد اہل حدیث وہابی زبیر زئی امام شعبہ کی امام ابو اسحاق سے عن والی روایت کے بارے میں لکھتا ہے۔

وكذلك حديث شعبة عن ابي اسحاق محمول على السماع۔

ترجمہ: اور اسی طرح شعبہ کی حدیث ابواسحاق سے سماع پر محمول ہوگی۔

(فتح المبین علی تحقیق طبقات المدلسین صفحہ #110)

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ اس حدیث کو امام ابواسحاق نے اپنے شیخ سے سماع کی ہے لہذا اس میں تدلیس کا شبہ باطل ثابت ہوگیا۔ (الحمدللہ)

باقی رہا اس روایت میں مبہم راوی کا مسئلہ اس کو جاننے کا طریقہ یہ ہے۔

ڈاکٹر طحان مصری استاذ الحدیث مدینہ یونیورسٹی مبہم راوی کو جاننے کے دو طریقے لکھے ہیں:

1۔ بعض دیگر روایات میں اس (راوی) کا نام ذکر کیا گیا ہوتا ہے۔

2- یا سیرت وسوانح کی کتابوں میں بالعموم ان کی تصریح مل جاتی ہے۔

تیسیر مصطلح الحدیث اردو ترجمہ تیسیر اصول حدیث صفحہ #152

(نوٹ: تیسیر اصول حدیث کے نام سے تیسیر مصطلح الحدیث کا ترجمہ وہابی ابوعمار عمر فاروق سعیدی نے کیا ہے۔ اور یہ سعیدی سنی نہیں ہے لہذا خیال سے اس کی کتابوں کو خریدہ کریں)

اس سے ثابت ہوگیا کہ اور سند سے مبہم راوی کی شناخت کی جاسکتی ہے اور امام ابو اسحاق نے اپنی دوسری مضبوط سند میں اس مبہم راوی کے نام کی تصریح بھی کردی جس سے یہ حدیث سنی تھی وہ امام بخاری کی ادب المفرد والی سند جو یہ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ

اس سے ثابت ہوگیا وہ مبہم راوی عبدالرحمن بن سعد ہے اور وہ ثقہ تابعی ہے۔ لہذا اس حدیث میں تمام شک وشبہ کا قلع قمع ہوا لہذا اس کی سند صحیح ثابت ہوگئ (الحمدللہ)

اسی لیے امام یعقوب بن سفیان الفارسی لکھتے ہیں:

وَحَدِيثُ سُفْيَانَ وَأَبِي إِسْحَاقَ وَالْأَعْمَشِ مَا لَمْ يُعْلَمْ أَنَّهُ مُدَلِّسٌ يَقُومُ مَقَامَ الْحُجَّةِ

ترجمہ: اور سفیان (ثوری)، ابو اسحاق اور اعمش کی حدیث جب تک اس کی تدلیس کا علم نہ ہو تو وہ حجۃ (یعنی قبول کرنے) کے قائم مقام ہوگی۔ المعرفۃ التاریخ (2/637)

ناصر البانی غیر مقلد خود لکھتا ہے:

وأبوإسحاق هوعمرو بن عبيد الله السبيعي وهو ثقة لكنه مدلس، وكان قد اختلط، فهولا بأس به في الشواهد، إلا من رواية سفيان الثوري وشعبة فحديثهما عنه حجة

ترجمہ: اور ابو اسحاق یہ عمرو بن عبید اللہ السبیعی ہیں اور یہ ثقہ ہیں لیکن مدلس ہے۔ اور کبھی اختلاط بھی ہو جاتا تھا۔ پس یہ شواہد میں کچھ حرج نہیں مگر سفیان الثوری اور شعبہ کی روایت میں (تدلیس نہ ہونے کی وجہ) دونوں کی حدیث امام ابو اسحاق سے حجت ہے۔

سلسلة الأحاديث الصحيحة (جلد #4، صفحہ #15، رقم الحدیث #1509)

ناصر البانی غیر مقلد کی خود کی تحریر سے ثابت ہو گیا کہ امام سفیان ثوری اور امام شعبہ کی امام ابو اسحاق سے آگے والے راوی سے عن والی روایت حجت (مقبول) ہوتی ہے اس میں تدلیس کا شبہ نہیں ہوتا۔

ناصر البانی کا رد بلیغ جمہور محدثین سے اور خود اس کی اپنی تحریر سے ثابت کر دیا ہے لہذا یہ روایت جمہور محدثین سے اور خود ناصر البانی کی تحریر سے صحیح ثابت ہوگئی (الحمد للہ)

دعویٰ اضطراب سند اور اس کا رد بلیغ:

میں نے کچھ وہابی ویب سائٹ پر دیکھا وہاں اس حدیث کی سند میں اضطراب ثابت کیا ہوا تھا لہذا میں اس کے دیئے گے دلائل کا رد بھی یہاں کر دیتا ہوں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْذَعِيُّ، ثنا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثنا

مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ، ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ حَنَشٍ، قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَخَدِرَتْ رِجْلُهُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ سُورَةٌ اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ فَكَأَنَّمَا نَشِطَ مِنْ عِقَالٍ اس

(عمل الیوم و اللیلۃ لابن السنی، جلد #1، صفحہ #141، رقم الحدیث #170)

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَنْمَاطِيُّ، وَعَمْرُو بْنُ الْجُنَيْدِ بْنِ عِيسَى، قَالَا ثنا مُحَمَّدُ بْنُ خِدَاشٍ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، ثنا أَبُو إِسْحَاقَ السَّبِيعِيُّ، عَنْ أَبِي شُعْبَةَ، قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَخَدِرَتْ رِجْلُهُ، فَجَلَسَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدَاهُ فَقَامَ فَمَشَى

(عمل الیوم و اللیلۃ لابن السنی، جلد #1، صفحہ #141، رقم الحدیث #168)

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الصُّوفِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، ثنا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَخَدِرَتْ رِجْلُهُ، فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَا لِرِجْلِكَ؟ قَالَ اجْتَمَعَ عَصَبُهَا مِنْ هَاهُنَا قُلْتُ ادْعُ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فَانْبَسَطَتْ

(عمل الیوم و اللیلۃ لابن السنی، جلد #1، صفحہ #142، رقم الحدیث #172)

امام ابواسحاق نے اس روایت میں تین اشخاص کا ذکر کیا ہے جن کے نام یہ ہیں:

الْهَيْثَمِ بْنِ حَنَشٍ أَبِي شُعْبَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ

جس سے ثابت ہوتا ہے اس حدیث کی سند میں اضطراب ہے لہذا یہ حدیث سند میں اضطراب کی وجہ سے استدلال کرنے کے لائق نہیں۔

وہابی دعویٰ اضطراب سند کا ردِ بلیغ:

وہابی بے چارے کو اضطراب سند کی تعریف کا پتہ تک نہیں ورنہ ایسی جہالت و یب

سائٹ پر شیئر نہ کرتا۔

اب آتے ہیں اس کے دیئے گئے دلائل کی طرف جن کو ہم اصول حدیث کی روشنی میں مردود اور باطل ثابت کرتے ہیں:

مضطرب کی تعریف کی شرح میں ڈاکٹر طحان مصری استاذ الحدیث مدینہ یونیورسٹی میں لکھتا ہے:

"تفصیل اس تعریف کی یہ ہے کہ وہ حدیث جو کئی مختلف سندوں اور متون سے مروی ہو مگر ان میں ایسا تعارض ہو کہ کسی طرح مطابقت نہ دی جا سکے۔ اور ساتھ ہی یہ تمام اسانید و متون قوت و مرتبہ میں ایک دوسرے کے برابر ہوں اور کسی بھی اعتبار سے ان میں ترجیح ممکن نہ ہو۔" تیسیر مصطلح الحدیث اردو ترجمہ تیسیر اصول حدیث صفحہ #133

اس تعریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اضطراب کی صورت میں تمام اسانید کا صحت میں برابر ہونا لازمی ہے اور وہابی کے دیئے گے دلائل میں دی گی تمام اسانید کا درجہ برابر نہیں ہے۔

اب آتے ہیں وہابی کی دی گی پہلی سند پر جو یہ ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْذَعِيُّ، ثنا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ، ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ حَنَشٍ، قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، فَخَدِرَتْ رِجْلُهُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ سُوْرَةٌ اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ فَكَأَنَّمَا نَشِطَ مِنْ عِقَالٍ

(عمل اليوم والليلة لابن السني، جلد #1، صفحہ #141، رقم الحدیث #170)

یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہے محمد بن مصعب بن صدقۃ القرقسانی ہے جو کہ ضعیف ہے امام عسقلانی تمام محدثین کے اقوال کو اس راوی کے بارے میں نقل کر کے لکھتے ہیں۔

قال صالح بن محمد عامة أحاديثه عن الأوزاعي مقلوبة ، وقد روى

عن الأوزاعی غیر حدیث کلها مناکیر، و لیس لها أصول و قال ابن عدی لیس عندی بروایاته بأس و قال ابن حبان ساء حفظه، (فکان) یقلب الأسانید و یرفع المراسیل لا یجوز الاحتجاج به و قال الحاکم أبو أحمد روی عن الأوزاعی أحادیث منکرة، و لیس بالقوی عندهم و قال الإسماعیلی سألت عبد الله بن محمد بن سیار من أوثق أصحاب الأوزاعی رحمه الله فذکر القصة، و قال و محمد بن مصعب من الضعفاء، و ابن أبی العشرین لیس بقوی و قال النسائی ضعیف و قال عبد الرحمن بن یوسف بن خراش منکر الحدیث و قال أبو عبد الله محمد بن عبید الله الزهری عن یحیی بن معین لا شیء و قال ابن الغلابی عن یحیی بن معین لیس بشیء

(تہذیب التہذیب (9/459)

لہٰذا اس سے اضطراب کا دعویٰ مردود ہے۔

دوسری روایت اور اس کا جواب:

حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِیمَ الْأَنْمَاطِیُّ، وَعَمْرُو بْنُ الْجُنَیْدِ بْنِ عِیسَى، قَالَا ثنا مُحَمَّدُ بْنُ خِدَاشٍ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَیَّاشٍ، ثنا أَبُو إِسْحَاقَ السَّبِیعِیُّ، عَنْ أَبِی شُعْبَةَ، قَالَ كُنْتُ أَمْشِی مَعَ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، فَخَدِرَتْ رِجْلُهُ، فَجَلَسَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَیْكَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدَاهُ فَقَامَ فَمَشَى

(عمل الیوم و اللیلة لابن السنی، جلد #1، صفحہ #141، رقم الحدیث #168)

اس روایت میں محمد بن خداش سے مراد کون ہے؟؟؟ اور اس کا تعین درکار ہے مجھے ابوبکر بن عیاش کے شاگردوں میں محمد بن خداش نام کا کوئی راوی نہیں ملا۔لہٰذا ابنا راوی کی توثیق کے اس سے اضطراب کا دعویٰ کرنا مردود ہے۔

اور خود ابوبکر بن عیاش کی اس روایت میں اس کا کوئی متابع بھی موجود نہیں ہے۔اور اوثق راوی امام سفیان ثوری اور زہیر بن معاویہ نے خود ابوبکر بن عیاش کی اس سند میں مخالفت کی ہے۔

لہذا اس سند سے اضطراب ثابت کرنا باطل ہے۔

نوٹ: امام سنی کی اس کتاب میں ابی شعبہ کی جگہ ابی سعید چھپ گیا ہے جو کہ تصحیف ہے (یعنی مخطوطہ میں غلطی ہے) ورنہ اصل ابی شعبہ ہے۔

اور تیسری روایت یہ ہے:

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الصُّوفِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، ثنا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ سَوْرَةٌ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَخَدِرَتْ رِجْلُهُ، فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَا لِرِجْلِكَ ؟ قَالَ اجْتَمَعَ عَصَبُهَا مِنْ هَاهُنَا قُلْتُ ادْعُ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فَانْبَسَطَتْ

(عمل الیوم و اللیلۃ لابن السنی، جلد #1، صفحہ #142، رقم الحدیث #172)

اور یہ سند ہماری دلیل ہے اور یہ صحیح بھی ہے اور اس روایت میں زہیر بن معاویہ کا متابع امام سفیان الثوری بھی ہے جس کا امام بخاری نے ادب المفرد میں روایت کیا ہے۔ جو یہ ہے

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ

اور بعض جاہل وہابی اعتراض کرتے ہیں کہ امام سفیان الثوری امام ابو اسحاق سے عن سے روایت کر رہے ہیں اس لیے یہ ضعیف ہے ان جاہل وہابیوں سے ہمارا یہ کہنا ہے کہ امام سفیان امام ابو اسحاق سے تدلیس نہیں کرتے وہ ان کی حدیث میں ثابت ہیں:

امام ذہبی کے استاد امام مزی امام ابو اسحاق السبیعی کے ترجمہ میں ان کے شاگردوں کے نام لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

وسفيان الثوري، وهو أثبت الناس فيه،

ترجمہ: اور سفیان الثوری امام ابو اسحاق کی (حدیث میں) لوگوں میں سب سے زیادہ ثابت ہیں۔ (تہذیب الکمال، جلد #22، صفحہ #109، رقم #4400)

اور اس روایت میں امام سفیان ثوری کا متابع زہیر بن معاویہ بھی موجود ہے لہذا وہابی کا تدلیس والا یہ اعتراض بھی باطل ثابت ہوا۔

کچھ وہابی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ زہیر بن معاویہ کا سماع امام ابو اسحاق سے ان کے حافظہ خراب ہونے کے بعد کا ہے لہذا یہ ضعیف ہے۔

ان وہابیوں سے میرا یہ کہنا ہے کہ زہیر بن معاویہ کا متابع امام سفیان ثوری بھی ہیں جو قدیم السماع ہیں امام ابو اسحاق سے۔ لہذا تمہارا یہ اعتراض بھی باطل ثابت ہوا۔

امام بخاری نے خود زہیر بن معاویہ کی حدیث کی سند خود امام ابو اسحاق کے طرق سے لی ہے جو یہ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ ـ لَيْسَ أَبُو عُبَيْدَةَ ذَكَرَهُ ـ وَلَكِنْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ يَقُولُ »أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَائِطَ فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَهُ بِثَلاَثَةِ أَحْجَارٍ، فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ، وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ أَجِدْهُ، فَأَخَذْتُ رَوْثَةً فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ« وَقَالَ »هَذَا رِكْسٌ« وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ

(صحیح البخاری)(1/ 43)رقم الحدیث#156

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ، أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ هُوَ وَأَبُوهُ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ فَسَأَلُوهُ عَنِ الْغُسْلِ، فَقَالَ »يَكْفِيكَ صَاعٌ«، فَقَالَ رَجُلٌ مَا يَكْفِينِي، فَقَالَ جَابِرٌ »كَانَ يَكْفِي مَنْ هُوَ أَوْفَى مِنْكَ شَعَرًا، وَخَيْرٌ مِنْكَ« ثُمَّ أَمَّنَا فِي ثَوْبٍ صحیح البخاری(1/ 60)رقم الحدیث#252

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ، قَالَ حَدَّثَنِي جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »أَمَّا أَنَا فَأُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلاَثًا، وَأَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا«

صحیح البخاری (1/60) رقم الحدیث #254

اور بھی کافی روایتیں ہیں میں نے صرف دلائل کے لیے کچھ نقل کر دیں ہیں۔

لہذا اب جو ان اسانید پر ضعیف کہنے کی جرات کرے گا تو پھر بخاری کی ان احادیث کو بھی ضعیف کہنا پڑے گا جو کہ یہ بات غیر مقلدوں کا گوارہ نہیں۔

دعا گو: الفقیر رضا العسقلانی

اعلیٰ حضرت اور علم حدیث!

مولانا ازہار احمد امجدی، فاضل جامعہ ازہر مصر

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کی حدیث دانی کے متعلق علماے عرب کی آرا پڑھ کر اہل محبت اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچائیں اور اپنے اضطراب کو دور کریں اور لاعلم یا ہٹ دھرم لوگ اپنی آنکھیں چار کر کے امام علم وفن کی مہارت علم حدیث میں بھی تسلیم کریں۔

(۱) علم حدیث میں اعلیٰ حضرت کی مہارت اقوال علما کی روشنی میں:

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت اہل سنت وجماعت کے نزدیک ایسی شخصیت ہے جو پچاس سے زائد علوم وفنون میں مہارت رکھتی ہے بلکہ غیر بھی علم فقہ وغیرہ میں آپ کی مہارت تامہ کا اعتراف کرتے ہوئے عار محسوس نہیں کرتے، ہاں علم حدیث کی بات آتی ہے؛ تو غیر اپنی لاعلمی یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے اسے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ علم حدیث کو ان کے ماہرین کے ساتھ ہی خاص رکھا جائے، میں یہاں پر محض دعویٰ کے بجائے علماے کرام خاص کر علماے کعبۃ العلم ازہر شریف کی آرا کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے بارے میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں تا کہ اپنوں کا اضطراب دور ہو اور غیروں کی آنکھیں کھلیں

اور حق قبول کرنے کی سعی مسعود کرنے کی کوشش کر سکیں، توجہ فرمائیں:

استاذی المکرم فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر مصطفیٰ محمد ابو عمارۃ دام ظلہ، استاذ علم حدیث: جامعہ ازہر شریف، مصر، فرماتے ہیں:

"کتاب 'الھاد الکاف فی حکم الضعاف' ایسی عبارتوں کے متعلق گفتگو پر مشتمل ہے جن کو محدثین کرام حدیث ضعیف کے بارے میں استعمال کرتے ہیں، صاحب کتاب ان عبارات کی عمدہ طریقہ سے تحلیل اور ان کی مراد بیان کرتے ہیں، مثلا آپ کلمہ 'لا یصح' کی توضیح و تحلیل دیکھ سکتے ہیں جسے محدثین کرام عموماً استعمال کرتے ہیں، جس سے عادتاً پڑھنے والے کو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ جب یہ عبارت محدثین کے کلام پایا جائے؛ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث ضعیف ہے حالاں کہ یقینی طور پر محدثین کی یہ مراد نہیں؛ کیوں کہ یہ عبارت صحیح کے علاوہ حسن لذاتہ، حسن لغیرہ اور ضعیف کی دونوں قسموں کو شامل ہے؛ لہذا حدیث کے متعلق صحت کی نفی سے حدیث کے حسن یا خفیف ضعیف کی نفی کو مستلزم نہیں۔

اسی طرح مصنف علیہ الرحمۃ مصطلح کے قضایا کے متعلق شرح و بسط کے ساتھ کلام کرتے ہیں اور اپنے کلام کی تائید ائمہ علم حدیث کے کلام سے پیش کرتے ہیں، جیسے امام نووی، عراقی، ابن صلاح اور ابن حجر رحمھم اللہ وغیرہ۔۔۔الخ، اور مصنف علیہ الرحمۃ ناقل محض نہیں بلکہ آپ آرا کے درمیان موازنہ کرتے ہیں، یہ ایسا موازنہ ہے جس کے ذریعہ قاری کو پتہ چلے گا کہ آپ قواعد محدثین کو سمجھنے میں دقت نظر رکھتے ہیں اور قواعد کی حرفیت ہی ٹھہرے نہیں رہتے بلکہ قواعد کے مضمون اور اس کے سیاق و سباق کو اچھی طرح سے سمجھتے ہیں اور اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ اپنی اس سمجھ کو سابقین اہل فن کی سمجھ و فہم سے توثیق بھی کرتے ہیں۔

آپ کے فقہ علم حدیث کا انوکھا پن ہی ہے کہ آپ فرماتے ہیں: حدیث کے ذریعہ جن قضایا کے متعلق استدلال کیا جاتا ہے، ان کی تین اقسام ہیں:

عقائد: عقائد میں خبر آحاد کافی نہیں، احکام: ان میں حدیث صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ،

حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ کافی ہیں، فضائل: ان میں ضعیف احادیث بھی مقبول ہیں۔۔۔
آپ ان تمام اقسام اور ان کے علاوہ دیگر مباحث رصینہ اور فوائد قیمہ کے متعلق شرح و بسط کے ساتھ کلام کرتے ہیں، یہ ایسی گفتگو ہے جو آپ کو صرف اسی کتاب میں ملے گی بلکہ یہ کتاب اس لائق ہے کہ اسے 'توضیح الأفکار للصغانی' کی صف میں رکھا جائے؛ کیوں کہ اس کتاب میں علمی مناقشات اور دلائل سے پُر گفتگو موجود ہے۔

بہر حال عام طور سے کتاب اپنے باب میں منفرد اور مواد کے اعتبار بے مثال ہے، علم حدیث کا طالب علم اس کتاب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا اور نہ ہی علما اس سے اپنا دامن جھاڑ سکتے ہیں (الهاد الكاف في حكم الضعاف، محدث بریلوی رحمہ اللہ، مرکز أهل السنة برکات رضا، فور بندر، گجرات، الھند)

فضیلۃ الاستاذ ڈاکٹر محمد فواد شاکر رحمہ اللہ، استاذ: جامعہ عین شمس، قاہرہ مصر، لکھتے ہیں:

''قاری محترم جو چیز آپ کے ہاتھ میں ہے وہ موہوب ربانی کی بڑی کتاب میں سے ایک کتاب ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ کے اعلام میں سے ایک علم اور منہج محمدی کا دفاع کرنے والے ایک عظیم فارس کو مختص کیا، وہ ہمارے شیخ امام محدث احمد رضا خاں اپنے زمانہ کے حنفی اعلام میں سے ایک اور سیدی عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے سلسلہ سے منسلک ہیں، ہمارے مبارک و محترم شیخ نے سیدنا و مولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سننے کے وقت 'تقبیل الابہامین' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اظہار محبت کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے، اس کو حدیث ضعیف کے دراسہ اور اس کے متعلق موقف شریعت کو جاننے کا اہم ذریعہ بنایا؛ اسی وجہ سے آپ نے محدثین کے نزدیک حدیثی الفاظ کے مدلولات کا ذکر کیا، اور کبھی کسی محدث کے نزدیک لفظ حدیثی کوئی مراد ہوگی جو دوسرے کے نزدیک مقصود نہیں ہوگی، نیز اس بات کی تاکید فرمائی کہ کسی راوی کے متہم یا کسی ضعیف طریق یا کسی محدث کا اسے ضعیف قرار دینے کی وجہ سے حدیث پر وضع کا حکم لگانے میں جلدی سخت اٹکل

پچھو مارنا ہے، ہاں اگر اس طرح کا حکم لگانا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ خوب تفتیش و تدقیق سے کام لیا جائے اور قرائن کا لحاظ کرتے ہوئے اس حدیث پر وضع کا حکم لگایا جائے؛ لہذا اگر یہ چیزیں خبر میں موجود نہ ہوں تو اس پر وضع کا حکم لگانے پر ہمیں جلدی نہیں کرنی چاہیے؛ کیوں کہ کتنی ایسی احادیث ہیں جو کتب موضوعات میں ذکر کی گئیں اور انہیں موضوع قرار دیا گیا پھر علماے حدیث نے ان پر تعقب کیا اور ان کے دوسرے طرق پائے گیے جس نے ان احادیث کو قوی کر کے ان کے مرتبہ کو بلند کر دیا یہاں تک کہ وہ احادیث قابل احتجاج ہوگئیں اور علامہ طیب اللہ ثراہ وجزاہ اللہ عن الاسلام خیرا نے ثابت کیا کہ اہل علم کا کسی حدیث پر عمل کرنا اس کو تقویت بخشتا ہے، آپ نے بہت سارے دلائل پیش کی ہیں جو اس خبر کے مطابق اہل علم کے عمل کرنے کو ثابت کرتے ہیں جس کی وجہ سے آپ نے حدیث ضعیف کا حکم اور حدیث ضعیف و حدیث موضوع کے درمیان فرق بیان کرنے میں تفصیل کی ہے، علامہ محدث رحمہ اللہ نے علوم حدیث کے غایت درجہ دقیق مباحث میں لکھا اور اس کی مزید توضیح تفصیل کی اور بہت سارے مفاہیم سے پردہ اٹھایا جن سے علوم حدیث میں بحث کرنے والوں کا فکر متعلق ہوتی ہے'' (الهاد الکاف فی حکم الضعاف، محدث بریلوی رحمہ اللہ، مرکز أهل السنة برکات رضا، فور بندر، گجرات، الهند)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے منسوب یزید کی بیعت اور امیر المومنین کہنے والی ایک ضعیف روایت کی تصحیح پر سنابلی ناصبی کا تعاقب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اس موضوع پر ہمارے دوست رضاء عسقلانی نے ایک مضمون لکھا تھا۔۔اور میری تحقیق بھی اسی سمت میں ہے۔۔اسی لیے ہم اسی مضمون کو اس کے جواب میں لکھنا مناسب سمجھتے ہیں:

حال ہی میں ایک ناصبی غیر مقلد سنابلی نے یزید خبیث کو صحیح ثابت کرنے کے لیے ایک کتاب لکھی لیکن مجھے وہ کتاب کسی کتب خانہ سے تو نہ مل سکی۔ پھر کسی سنی دوست نے اس غیر مقلد کی اس کتاب کا سوفٹ لنک دیا تو میں نے اسی لنک سے اس کتاب کو ڈونلوڈ کر کے مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس کتاب میں اس غیر مقلد نے بہت زیادہ جھوٹ لکھے ہیں۔ کتاب میں جو سب سے بڑا جھوٹ بولا گیا وہ یہ کہ (معاذ اللہ) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کرنے پر راضی تھے اور اس کو امیر المومنین کہتے تھے۔

سنابلی ناصبی اس روایت کو صحیح مسلم کی شرط پر صحیح کہہ کر جھوٹ بولتا ہے۔

اب ہم آتے ہیں انساب الاشراف اور تاریخ طبری کی روایت کی طرف اور پھر دیکھتے ہیں کہ اس غیر مقلد سنابلی نے یزید خبیث کی محبت میں اس روایت کی سند کی کیسے تصحیح کر ڈالی اور پھر ہم اس غیر مقلد کی جھوٹی تصحیح کا رد آئمہ حدیث اور خود اس کے گھر کے غیر مقلد ملاوں سے کرتے ہیں۔

علامہ بلاذری طوسی کی کتاب انساب الاشراف کی وہ روایت یہ ہے۔

حدثنا سعدويه، حدثنا عباد بْن العوام، حَدَّثَنِي حصين، حَدَّثَنِي هلال بن إساف قال۔

أمر ابن زياد فأخذ مَا بين واقصة، إِلَى طريق الشَّام إِلَى طريق الْبَصْرَة، فلا يترك أحد يلج وَلا يخرج، فانطلق الْحُسَيْن يسير نحو طريق الشَّام يريد يزيد بْن مُعَاوِيَة فتلقته الخيول فنزل كربلاء، وَكَانَ فيمن بعث إِلَيْهِ عمر ابن سعد بن أبي وقاص، وشمر ابن ذي الجوشن، وحصين بْن نمير، فناشدهم الْحُسَيْن أن يسيروه إِلَى يزيد فيضع يده فِي يده فأبوا إلا حكم ابْن زياد

ترجمہ بقول سنابلی:- عبید اللہ بن زیاد نے حکم دیا کہ واقصہ اور شام و بصرہ کے بیچ پہرہ لگا دیا جائے اور کسی کو بھی آنے جانے سے روک دیا جائے، چنانچہ حسین رضی اللہ عنہ یزید بن معاویہ سے ملنے کے لیے شام کی طرف چل پڑے، پھر راستے میں گھوڑ سواروں

نے انھیں روک لیا اور وہ کربلا میں رک گئے، ان گھوڑ سواروں میں عمر بن سعد بن ابی وقاص، شمر بن ذی الجوشن، اور حصین بن نمیر تھے۔ حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے التجا کی کہ انھیں یزید کے پاس لے چلیں، تاکہ وہ یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیں، اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ہم عبیداللہ ابن زیاد کی اجازت کے بغیر ایسا نہیں کر سکتے۔

سنابلی غیر مقلد نے انساب الاشراف کی اس سند کو امام مسلم کی شرط پر صحیح کہا

(یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ، صفحہ نمبر 349)

اور تاریخ طبری کی روایت کے متن میں راوی نے کچھ اپنی طرف سے اضافے کیے ہیں جس میں امیر المومنین کا لفظ بھی اضافہ شدہ ہے۔ وہ روایت یہ ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ الرَّازِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ ---------- قَالَ حصين فَحَدَّثَنِي هلال بن يساف أن ابن زياد أمر بأخذ مَا بين واقصة إِلَى طريق الشام إِلَى طريق الْبَصْرَة، فلا يدعون أحدا يلج وَلا أحدا يخرج، فأقبل الْحُسَيْن وَلا يشعر بشيء حَتَّى لقي الأعراب، فسألهم، فَقَالُوا

لا وَاللهِ مَا ندري، غير أنا لا نستطيع أن نلج وَلا نخرج، قَالَ فانطلق يسير نحو طريق الشام نحو يَزِيد، فلقيته الخيول بكربلاء، فنزل يناشدهم الله والإسلام، قَالَ وَكَانَ بعث إِلَيْهِ عُمَر بن سَعْدٍ وشمر بن ذي الجوشن وحصين ابن نميم، فناشدهم الْحُسَيْن الله والإسلام أن يسيروه إِلَى أَمِير الْمُؤْمِنِينَ، فيضع يده فِي يده

ترجمہ بقول سنابلی یزیدی:- ہلال بن یساف کہتا ہے کہ عبیداللہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ واقصہ اور شام و بصرے کے بیچ پہرہ لگا دیا جائے اور کسی کو بھی آنے جانے سے روک دیا جائے، چنانچہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ان باتوں سے بے خبر آگے بڑھے، یہاں تک کہ بعض اعرابیوں کے ساتھ آپ کی ملاقات بھی ہوئی تو آپ نے ان سے پوچھ گچھ کی تو انہوں نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! ہمیں کچھ معلوم نہیں، کیونکہ نہ ہم وہاں جا سکتے ہیں اور نہ وہاں

سے نکل سکتے ہیں۔ پھر حسین رضی اللہ عنہ شام کے راستے یزید کی طرف چل پڑے، پھر راستے میں گھوڑے سواروں نے انھیں کربلا کے مقام پر روک لیا اور وہ رک گئے۔ تو انھیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دینے لگے۔ عبیداللہ ابن زیاد نے عمرو بن سعد بن ابی وقاص، شمر ذی الجوشن اور حصین بن نمیر کو ان کی طرف بھیجا تھا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے ان سے اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہا: وہ انہیں امیر المومنین یزید بن معاویہ کے پاس لے چلیں، تا کہ وہ یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں۔ (تاریخ طبری 3 / 299)

اور تاریخ طبری کی اس سند کو اسی ناصبی سنابلی نے صحیح قرار دے دیا۔

(یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ، صفحہ نمبر 365)

سنابلی یزیدی غیر مقلد کا رد بلیغ:-

سنابلی ناصبی غیر مقلد کی یہ دونوں تصحیح اعلیٰ درجہ کی جہالت پر مبنی ہیں کیونکہ امام مسلم نے میری تحقیق کے مطابق عباد بن العوام عن حصین کے طرق سے اصول میں ایک بھی حدیث نہیں لی ہے۔ صرف ایک جگہ اس طرق کا ذکر کیا ہے وہ بھی مقرون اور متابعت میں۔

وہ اصل حدیث یہ ہے:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، يُحَدِّثَانِهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هَذَا« فَقَالَ لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »فَارْجِعْهُ«

وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ أَتَى بِي أَبِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا،

فَقَالَ »أَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ« قَالَ لَا، قَالَ »فَارْدُدْهُ«،

صحیح مسلم(3/1242،رقم الحدیث#1623)

اور اس حدیث کو امام مسلم نے ثابت کرنے کے لیے اس حدیث کے متابعت کا ذکر بھی کر دیا ہے جو کہ مقرون سند ہے عباد بن العوام عن حصین کی وہ یہ ہیں:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، ح وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ تَصَدَّقَ عَلَيَّ أَبِي بِبَعْضِ مَالِهِ، فَقَالَتْ أُمِّي عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقَ أَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُشْهِدَهُ عَلَى صَدَقَتِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »أَفَعَلْتَ هَذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ« قَالَ لَا، قَالَ »اتَّقُوا اللهَ، وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ«، فَرَجَعَ أَبِي، فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ صحیح مسلم(3/1242،رقم الحدیث#1623)

اور اوپر والی سند میں عباد بن العوام عن حصین کے طرق کی متابعت بھی امام مسلم نے دوسری سند میں ذکر کر دیا ہے علی بن مسہر عن ابی حیان کی سند نے عباد بن العوام عن حصین کے طرق کی متابعت کر رکھی ہے اور وہ سند یہ ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَاللَّفْظُ لَهُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، حَدَّثَنِي النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، أَنَّ أُمَّهُ بِنْتَ رَوَاحَةَ، سَأَلَتْ أَبَاهُ بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ مِنْ مَالِهِ لِابْنِهَا، فَالْتَوَى بِهَا سَنَةً ثُمَّ بَدَا لَهُ، فَقَالَتْ لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَا وَهَبْتَ لِابْنِي، فَأَخَذَ أَبِي بِيَدِي وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ أُمَّ هَذَا بِنْتَ رَوَاحَةَ أَعْجَبَهَا أَنْ أُشْهِدَكَ عَلَى الَّذِي وَهَبْتُ لِابْنِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »يَا بَشِيرُ أَلَكَ وَلَدٌ سِوَى هَذَا « قَالَ نَعَمْ، فَقَالَ »أَكُلَّهُمْ وَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ هَذَا « قَالَ لَا، قَالَ »فَلَا تُشْهِدْنِي إِذًا، فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ « صحیح مسلم(3/ 1242،رقم الحدیث #1623)

اس سے ثابت ہو گیا کہ امام مسلم نے عباد بن العوام عن حصین کے طرق کو مقرون اور متابعت کے طور ذکر کیا لہذا امام مسلم نے عباد بن العوام عن حصین کے طرق کی منفرد روایت کو قبول نہیں کیا کیونکہ عباد بن العوام کا سماع حصین سے اس کے حافظہ خراب ہونے کے بعد کا ہے لہذا ابنا قدیم السماع راوی کے یا متابعت کے اس کی سند ضعیف ہے۔

اور مزے کی بات یہ ہے کہ امام مسلم متابعت میں بعض اوقات ایسی سند لاتے ہیں جو ان کی شرط پر صحیح نہیں ہوتی۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ انہی طبقات کی تقسیم پر بحث کے دوران لکھتے ہیں:

ويأتي بأحاديث الطبقتين فيبدأ بالاولى ثم يأتي بالثانية على طريق الاستشهاد والاتباع

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ دونوں طبقوں کے راویوں سے روایت لائے ہیں۔ پہلے طبقہ اولیٰ سے پھر استشہاد و متابعت میں دوسرے طبقہ کے راویوں سے۔(مقدمہ شرح صحیح مسلم ص ۱۵)

اس کے چند سطور بعد صحیح مسلم میں متکلم فیہ راویوں پر اعتراض کے جواب میں بھی لکھتے ہیں۔

أن يكون ذلك واقعا فی المتابعات والشواهد لافی الأصول وذلك بأن يذكر الحديث أولا باسناد نظيف رجاله ثقات ويجعله أصلا ثم يتبعه باسناد آخر أو أسانيد فيها بعض الضعفاء على وجه التأكيد بالمتابعة

''ایسے متکلم فیہ راوی متابعت اور شواہد میں ہیں۔ اصول میں نہیں کیونکہ پہلے وہ ثقہ راویوں والی صاف ستھری سند سے روایت لاتے ہیں اور اسے اصل قرار دیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد کوئی اور سند یا ایسی سند جس میں بعض راوی ضعیف ہوتے ہیں بطور تاکید و تائید

لاتے ہیں''۔(مقدمہ شرح مسلم ص16)

یہی بات ابن عبدالہادی حنبلی نے بھی کہی ہے۔(دیکھئے الصارم المنکی ص ۱۷۲ مطبوعہ مصر ۱۳۱۸ھ)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ صحیح مسلم کی ایک روایت پر ایک اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں:

لَوْ ثَبَتَ ضَعْفُ هَذَا الطَّرِيقِ لَمْ يَلْزَمْ مِنْهُ ضَعْفُ الْمَتْنِ فَإِنَّهُ صَحِيحٌ بِالطُّرُقِ الْبَاقِيَةِ الَّتِي ذَكَرَهَا مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ مَرَّاتٍ أَنَّ مُسْلِمًا يَذْكُرُ فِي الْمُتَابَعَاتِ مَنْ هُوَ دُونَ شَرْطِ الصَّحِيحِ وَاللهُ أَعْلَمُ

ترجمہ:"اگر اس سند کا ضعف ثابت ہو جائے تو پھر متن کے ضعیف ہونے کو مستلزم نہیں کیونکہ وہ دوسری سندوں سے صحیح طور پر ثابت ہے۔جنہیں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور پہلے کئی بار گزر چکا ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ متابعات میں ایسی روایت بھی لے آتے ہیں جو الصحیح کی شرط کے مطابق نہیں ہوتی۔"(شرح مسلم جلد2 ص59)

امام نووی کی تصریح سے ثابت ہو گیا کہ امام مسلم متابعات میں ایسی سند بھی لاتے ہیں جو ان کی شرط پر صحیح نہیں ہوتی اس لیے عباد بن العوام عن حصین کی سند امام مسلم کی شرط پر صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک علت پائی جاتی ہے کہ عباد بن العوام کا سماع حصین سے اس کے حافظہ خراب ہونے کے بعد کا ہے اور امام مسلم اس سند کو لائے بھی متابعات اور شواہد میں ہیں لہٰذا سنابلی غیر مقلد کا اس کو امام مسلم کی شرط پر صحیح کہنا جہالت ہے۔

امام ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں:-

قلت ولا يلزم من كون رجال الإسناد من رجال الصحيح أن يكون الحديث الوارد به صحيحا لاحتمال أن يكون فيه شذوذ أو علة،

ترجمہ: میں (امام ابن حجر العسقلانی) کہتا ہوں: صحیح (بخاری و مسلم) کے رجال سے جو اسناد کے رواۃ ہیں یہ لازم نہیں آتا جو ان رواۃ کے ساتھ حدیث وارد ہو وہ صحیح ہو کیونکہ یہ احتمال ہے کہ اس روایت میں شذوذ یا علت ہو۔

(النکت علی کتاب ابن الصلاح 1 / 274 النوع الاول: الصحیح)

امام ابن حجر العسقلانی آگے کی عبارت میں امام ابن صلاح کا قول نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: امام ابن صلاح نے کہا:

من حکم لشخص بمجرد روایة مسلم عنه فی صحیحه بأنه من شرط الصحیح عند مسلم فقد غفل وأخطأ، بل ذلك یتوقف علی النظر فی أنه کیف روی عنه وعلی أی وجه روی عنه،

ترجمہ: جو آدمی کسی شخص کے لئے یہ حکم لگائے کہ امام مسلم نے اس سے اپنی صحیح میں روایت کی کہ وہ امام مسلم کے ہاں شرط صحیح پر ہے تو اس نے غفلت برتی اور خطا کھائی، بلکہ اس میں توقف کیا جائے گا کہ کس طرح انہوں نے اس سے روایت کی ہے اور کس طریقے پر اس سے روایت کی گئی ہے۔ (النکت علی کتاب ابن الصلاح 1 / 274)

اس لیے امام زیلعی لکھتے ہیں:-

إِذْ لَا یَلْزَمُ مِنْ کَوْنِ الرَّاوِی مُحْتَجًّا بِهِ فِی الصَّحِیحِ أَنَّهُ إِذَا وُجِدَ فِی أَیِّ حَدِیثٍ، کَانَ ذَلِكَ الْحَدِیثُ عَلَی شَرْطِهِ

ترجمہ: جب کسی راوی سے الصحیح (یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم) میں احتجاج کیا گیا ہو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جس حدیث میں بھی ہوگا اس کی حدیث الصحیح (یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم) کی شرط پر ہوگی۔ (نصب الرایہ 1 / 342)

امام زیلعی کی اسی بات کو غیر مقلد ارشاد الحق اثری نے تسلیم کیا ہے اور دیوبندی عالم سرفراز صفدر کے جواب میں دلیل کے طور پر لکھا ہے۔

(دیکھئے مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں ص 42)

خود سنابلی کی کتاب سے اس کی دونوں تصحیح کا رد بلیغ:-

سنابلی غیر مقلد صحیحین میں موجود مختلطین راویوں کی روایت کے بارے میں خود اپنی جماعت کے غیر مقلد زبیر زئی کا رد کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

''الکواکب النیرات'' کے محقق لکھتے ہیں:

و ھذ الذی ذکرہ من ان کل من روی عن المختلط و اخرج بطریقه

صاحبا الصحيح و احدهما فهو ممن سمع منه قبل الاختلاط خلاف الواقع و مخالف لما صرح به ائمة الحديث

ترجمہ بقول سنابلی: لوگوں نے جو یہ بیان کیا ہے کہ صحیحین کے مصنفین یا ان میں سے کسی ایک نے مختلط یا ان کے طرق سے جو بھی روایت نقل کی ہے، وہ ان کے اختلاط سے پہلے سنی ہوئی ہے۔ یہ بات حقیقت کے برعکس ہے اور آئمہ حدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔(یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ، صفحہ نمبر 244)

لہٰذا اس سے ثابت ہو گیا سنابلی کا انساب الاشراف کی روایت کو شرط مسلم پر صحیح کہنا اور تاریخ طبری کی روایت کو صحیح کہنا غلط اور مردود بلکہ اعلیٰ درجہ کی جہالت ہے کیونکہ اس دونوں روایتوں میں عباد بن العوام عن حصین کا طرق موجود ہے اور عباد بن العوام کا حصین بن عبدالرحمن سے سماع اس کے اختلاط (حافظہ خراب) ہونے کے بعد کا ہے۔ لہذا انساب الاشراف اور تاریخ طبری کی سند ضعیف اور مردود ہے اور حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے منسوب یزید پلید کی بیعت اور امیر المومنین کہنے والی روایت ضعیف مردود اور باطل ہے (الحمدللہ)

سنابلی غیر مقلد کا جھوٹ ملاحظہ فرمائیں:

جب سنابلی کو جید اور اعلیٰ درجہ کے محقق محدثین سے عباد بن العوام کا حصین سے قدیم سماع کی دلیل نہیں ملی تو ایک نامعلوم شخص اسماعیل رضوان کی کتاب حصین بن عبدالرحمن السلمی و روایہ فی الصحیحین کا حوالہ دے دیا کہ عباد العوام کا حصین سے قدیم سماع ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے نہ ہی کوئی عربی عبارت پیش کی بلکہ صرف کتاب کا نام لکھ دیا اور اسی پر گزارہ کیا۔ اب پتہ نہیں اسماعیل رضوان نے قدیم السماع ہونے کی دلیل کس امام سے لی ہے؟۔(دیکھئے یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ، صفحہ نمبر 352)

اگرچہ مجھے اسماعیل رضوان کی کتاب نہ مل سکی اور نہ ہی مجھے یہ معلوم ہے کہ علم حدیث میں اس کی کیا حیثیت ہے کہ یہ کون ہے اور کہاں کا ہے، وہابی ہے یا سنی ہے؟ (واللہ اعلم)

اس لیے ہم اعلیٰ درجہ کے محدثین اور محققین سے سنابلی کی اس بات کو جھوٹا ثابت کرتے ہیں کہ عباد بن العوام کا سماع حصین بن عبد الرحمن سے قدیم نہیں بلکہ اختلاط (حافظہ خراب) ہونے کے بعد کا ہے۔

اب ہم آتے ہیں حصین کے قدیم شاگردوں کی تحقیق پر کہ حصین سے اس کے حافظہ خراب ہونے سے پہلے کن کن راویوں نے ان سے حدیث سنی ہے۔

شیخ الاسلام امام زین الدین عراقی لکھتے ہیں:

وقد سمع منه قديما قبل أن يتغير سليمان التيمى وسليمان الأعمش وشعبة وسفيان والله تعالى أعلم

ترجمہ: اور تحقیق تغیر (حافظہ خراب ہونے) سے پہلے سلیمان تیمی، سلیمان الاعمش، شعبہ اور سفیان (ثوری) نے اس (حصین بن عبد الرحمن) سے سنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

التقييد والإيضاح شرح مقدمة ابن الصلاح (1 458) النوع الثاني والستون معرفة من خلط في آخر عمره من الثقات

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:-

فَأَما شُعْبَة وَالثَّوْرِي وزائدة وهشيم وخَالِد فَسَمِعُوا مِنْهُ قبل تغيره

ترجمہ: بہرحال شعبہ، سفیان (ثوری)، زائدہ، ہشیم اور خالد نے (حصین بن عبد الرحمن سے) ان کے حافظہ کے خراب ہونے سے پہلے سنا۔

هدي الساري مقدمة فتح الباري (1 98)

الْفَصْل التَّاسِع فِي سِيَاق أَسمَاء من طعن فِيهِ من رجال

امام المحدثین امام شمس الدین سخاوی لکھتے ہیں:

وَفِي هَؤُلَاءِ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ قَبْلَ الِاخْتِلَاطِ كَالْوَاسِطِيِّ وَزَائِدَةَ وَالثَّوْرِيِّ وَشُعْبَةَ،

ترجمہ: اور ان میں مذکورہ (رواۃ) میں سے جنہوں نے حصین بن عبد الرحمن کے

حافظہ خراب ہونے سے پہلے سنا وہ واسطی، زائدہ، سفیان (ثوری) اور شعبہ ہیں۔

فتح المغيث بشرح الفية الحديث (4 374)

مَعْرِفَةُ مَنِ اخْتَلَطَ مِنَ الثِّقَاتِ

أمثلة لمن اختلط من الثقات

امام المحدثین والفقہاء امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

وَمِمَّنْ سَمِعَ مِنْهُ قَدِيمًا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، وَالْأَعْمَشُ وَشُعْبَةُ وَسُفْيَانُ

ترجمہ: اور ان (رواۃ) میں سے جنہوں نے حصین بن عبدالرحمن سے (اختلاط) سے پہلے سنا وہ سلیمان تیمی، اعمش، شعبہ اور سفیان (ثوری) ہیں۔

تدريب الراوی (2 903)

النَّوْعُ الثَّانِي وَالسِّتُّونَ مَعْرِفَةُ مِنْ خَلَطَ مِنَ الثِّقَاتِ

امام الجرح والتعدیل امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

قال يزيد بن الهيثم عن يحيى بن معين ما روى هشيم وسفيان عن حصين صحيح، ثم أنه اختلط

وقال أيضاً يزيد قلت ليحيى بن معين عطاء بن السائب وحصين اختلطا ؟ قال نعم

قلت من أصحهم سماعاً ؟ قال سفيان أصحهم يعنى الثورى وهشيم فى حصين

ترجمہ: یزید بن الھیثم (ثقہ) نے کہا امام یحییٰ بن معین سے کہ (انہوں نے کہا) جو ہشیم اور سفیان نے حصین (بن عبدالرحمن) سے روایت کی وہ صحیح ہے، پھر ان کو اختلاط ہو گیا (یعنی حافظہ خراب ہو گیا تھا)۔

اور اسی طرح یزید بن الھیثم (ثقہ) کہا کہ میں نے امام یحییٰ بن معین سے پوچھا: عطاء بن السائب اور حصین کو اختلاط ہو گیا تھا؟

انہوں نے کہا: ہاں۔

میں (یزید بن الھیثم) نے پوچھا: ان میں زیادہ صحیح سماع کن کا ہے؟ انہوں نے (یعنی امام یحییٰ بن معین) نے کہا: سفیان ان میں زیادہ صحیح یعنی ثوری اور ہشیم ہیں حصین کی (حدیث) میں۔ (شرح علل الترمذي (2/739)

حصین بن عبد الرحمن کے اختلاط پر مزید متقدمین محدثین کے اقوال:۔

حصين بن عبد الرحمن -قال ابن معين اختلط بأخرة قال أبو حاتم الرازي في آخر عمره ساء حفظه قال يزيد بن الهيثم عن يحيى بن معين ما روى هشيم وسفيان عن حصين صحيح، ثم أنه اختلط وقال أيضاً يزيد قلت ليحيى بن معين عطاء بن السائب وحصين اختلطا رحمہ اللہ قال نعم قال الحسن وسمعت يزيد يقول اختلط قال حرب سمعت أبا عبد الله يقول ليس أحد أصح سماعًا من حصين بن عبد الرحمن من هشيم، قال عبد الله هو أصح من سفيان، وكأنه قال- إن حصينًا تغير بآخرة

امام برہان الدین ابناسی شافعی (متوفی 802ھ) لکھتے ہیں:

وقد سمع منه قديما أن يتغير سليمان التيمي وسليمان الأعمش وشعبة وسفيان

ترجمہ: اور تحقیق تغیر سے پہلے سلیمان تیمی، سلیمان الاعمش، شعبہ اور سفیان (ثوری) نے اس (حصین بن عبد الرحمن) سے سنا۔

الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح (2 765)

النوع الثاني والستون معرفة من خلط في آخر عمره من الثقات

امام ابو البرکات ابن الکیال شافعی (متوفی 929ھ) لکھتے ہیں:

وقد سمع منه قديما قبل أن يتغير سليمان التيمي وسليمان الأعمش وشعبة وسفيان

ترجمہ: اور تحقیق تغیر سے پہلے سلیمان تیمی، سلیمان الاعمش، شعبہ اور سفیان (ثوری) نے اس (حصین بن عبدالرحمن) سے سنا۔

الکواکب النیرات فی معرفۃ من الرواۃ الثقات (1 136)

خود غیر مقلد ارشاد الحق اثری (جس کی تحقیق اور علم کو خود سنابلی بھی مانتا ہے اور خود سنابلی نے اپنی سینے پر ہاتھ باندھنے والی کتاب میں اس کی تعریف بھی بیان کی ہے) نے اس بات کو تسلیم کیا اور امام عراقی کے قول سے دلیل لی۔

ارشاد اثری اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔

علامہ عراقی لکھتے ہیں:

وقد سمع منه قديما قبل أن يتغير سليمان التيمى وسليمان الأعمش وشعبة وسفيان والله تعالى أعلم

ترجمہ بقول ارشاد اثری: یعنی حصین سے تغیر سے پہلے سلیمان تیمی، سلیمان اعمش، شعبہ اور سفیان نے سماع کیا۔ (توضیح الکلام ص450)

جمہور محدثین سے ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ عباد بن العوام کا سماع حصین بن عبدالرحمٰن السلمی سے اس کے حافظہ خراب ہونے کے بعد کا ہے اور جس سے انساب الاشراف اور تاریخ طبری کی روایت کی سند ضعیف اور مردود ثابت ہو گی اور اس سے سنابلی غیر مقلد کی شرط مسلم اور دوسری تصحیح باطل ثابت ہوئی اور جس سے ثابت ہوا سنابلی ناصبی غیر مقلد کذاب ہے کیونکہ اس نے اپنی کتاب میں عباد بن العوام کا حصین بن عبدالرحمٰن سے قدیم سماع کا دعویٰ کیا ہے جو کہ ایک جھوٹ ہے۔

اس کے علاوہ اس واقعہ اور اس کی روایت کے باطل ہونے کے شواہد مندرجہ ذیل ہیں:

1- ہلال بن یساف نے بیعت اور امیر المومنین والی بات خود امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے نہیں سنی نہ ہی یہ راوی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ تھا نہ ہی یزیدی لشکر کے ساتھ تھا پھر اس راوی نے یہ روایت کس سے سنی؟

2۔ ہلال بن یساف کوفی نے یہ راویت کوفہ میں کیسے اور کس سے سن لی تھی جب کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچنے سے پہلے ہی شہید کر دیئے گئے تھے؟۔

3۔ اگر (معاذ اللہ) امام عالی مقام رضی اللہ عنہ یزید کو اچھا سمجھتے تو مدینہ میں ہی بیعت فرما لیتے شام آنے کی ضرورت نہ تھی؟۔

4۔ اگر (معاذ اللہ) امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کو شام یزید سے ملنے جانا تھا تو حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ اپنا سفیر بنا کر نہ بھیجتے اور نہ ہی وہ شہید کیے جاتے؟۔

5۔ اگر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) بیعت کے لیے تیار تھے تو مدینہ میں ہی سب کے سامنے بیعت فرما لیتے اور کربلا میں اپنے بھائیوں، اپنے بچوں، اپنی ازواج اور اپنے اصحاب کو ساتھ نہ لاتے؟۔

اس تمام شواہد سے ثابت ہوتا ہے یہ راویت اور واقعہ من گھڑت اور باطل ہے اور اس کا حقیقت کے ساتھ دور دور کا تعلق تک نہیں ہے۔

الحمدللہ ہم نے سنابلی یزیدی کا رد بلیغ خود اس سے اور اصول حدیث اور جمہور محدثین سے ثابت کر دیا ہے اور اس کے علاوہ درایتاً اس واقعہ کو باطل ثابت بھی کیا ہے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی پاک ہستی اس مردود روایت سے پاک ہے۔

آخر میں ابونصر امام یحیی کی طرف سے ناصبیوں کی خدمت میں ایک تحفہ حاظر ہے:

محمد عزیرو کاری عمران گوندل عرف چوندل ۔۔۔۔۔ یہ روایت آپ کے اصول سے صحیح ہے۔ عمر بن سعد جو کہ ایک لعین قاتلین حسین میں سے تھا۔۔۔

عمر بن سعد، یزید کی فوج کا امیر، اس کا سیدنا حسین و دیگر اصحاب سے جنگ کرنا، پھر ان کو قتل کرنا، یہ روایت کی سند ناصبیوں کے نزدیک بالکل صحیح کے درجہ پر ہے، اس میں صاف لکھا ہے، ابن زیاد کے حکم سے یہ سب ہوا، جنگ کرنے والا عمر بن سعد تھا.

ہم عمر بن سعد کے ساتھ فرات میں نہا رہے تھے جب اس کے پاس ایک شخص آیا.

اس نے سرگوشی کی کہ ابن زیاد نے تمہاری طرف حویزہ بن بدر التمیمی کو بھیجا اور اسے حکم دیا ہے کہ اگر تو نہ لڑے تو تیری گردن مار دے۔ پس وہ دریا سے نکلا، گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ہتھیار منگوائے، ان کی طرف بڑھا اور ان سے جنگ آزما ہوا یہاں تک کہ ان کو مار ڈالا۔

سعد بن عبیدہ نے کہا: گویا میں ان کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ وہ سو یا سو کے قریب افراد تھے ان میں سے پانچ یا سات سیدنا علی کی اولاد، دس بنو ہاشم میں سے جبکہ ایک ایک آدمی بنو سلیم اور بنو کنانہ سے ان کا حلیف تھا۔

نا سعيد بن سليمان عن عباد بن العوام عن حصين حدثني سعد بن عبيدة قال إنا لمستنقعين في الفرات مع عمر بن سعد إذ أتاه رجل فساره فقال قد بعث إليك ابن زياد جويرة بن بدر التميمي وأمره إن أنت لم تقاتل أن يضرب عنقك قال فخرج فوثب على فرسه ثم دعا بسلاحه وهو على فرسه ثم سار إليهم فقاتلهم حتى قتلهم قال سعد وإني لأنظر إليهم وإنهم لمائة رجل أو قريبا من مائة وفيهم من صلب علي خمسة أو سبعة وعشرة من الهاشميين ورجل من بني سليم حليف لهم ورجل من بني كنانة حليف لهم۔۔۔

(تاریخ أبوزرعة الدمشقي ج١ ص٦٢٧)

یا اللہ عزوجل ہم سب سنیوں کو قیامت کے دن سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ساتھ اٹھانا اور ہم سب سنیوں کو دنیا میں بھی حسینی رکھنا اور قیامت کے دن بھی۔ اور غیر مقلد یزیدیوں کو ان کے امام یزید پلید کے ساتھ ہی قیامت کے دن اٹھانا اور اس پلید کے ساتھ ہی ان کا حشر فرمانا۔

غزوۂ بدر میں بھی علم جھنڈا لہرایا گیا

ہجرت مدینہ میں حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اپنی سفید چادر کو پھاڑ کر علم بنا لیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فتوحات میں علم لہرایا جاتا تھا

ہم سب چھوڑ کے صرف غازی عباس کا علم ہی کیوں لہرانا چاہتے ہیں

میں نے کسی کتاب میں نہیں پڑھا کہ غازی عباس رضی اللہ عنہ کے علم کا رنگ سیاہ تھا۔

حضرت زین العابدین نے کربلا کے بعد اپنے مکان پہ غازی عباس سے منسوب کالا علَم لگایا ہوا اور اس کے اوپر پنجہ بھی لگا ہوا ہو؟

کسی کے پاس اس کا کوئی حوالہ تو عنایت فرمادیں پھر امام باقر امام جعفر صادق نے کالا جھنڈا مع پنجہ لگا یا ہو۔

اہل بیت اطہار سے محبت شیعت نہیں عین سنیت ہے؟

روافض اہل بیت سے محبت نہیں غلو کرتے ہیں لہٰذا ہم بھی غالی بن جائیں ورنہ محبت اہل بیت سے خارج اور ناصبی یہ کہنا کہ شیعہ اہل بیت سے پیار کرتے ہیں یا اگر اہل بیت سے پیار شیعت ہے تو میں شیعہ ہوں یا جس نے اہل بیت سے پیار کیا اس پر شیعہ ہونے کا الزام لگ گیا یہ سب باتیں خلاف حقیقت ہیں۔

کیا شیعہ اہل بیت سے محبت کرتے ہیں۔ ہر گز نہیں وہ تو غالی ہیں غلو کرتے ہیں اور غلو محبت نہیں گمراہی ہے۔

کیا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اصحاب ثلاثہ سے افضل کہنا محبت ہے۔کیا اہل بیت اطہار کو انبیاء سے افضل یا برابر کہنا محبت ہے۔کیا ماتم کرنا محبت ھے۔کیا اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت گھٹانا اہل بیت کی محبت ہے۔کیا اہل بیت کو چند نفوسِ میں مقید کرنا محبت ہے۔اصل محبت اہل بیت اطہار کیا ھے۔کوئی شیعہ کیا بتائے گا۔وہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ہی بتائیں گے۔افراط وتفریط غلو سے پاک محبت اہل بیت۔

اویس زماں، قیوم دوراں قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

اور

امام اہلسنت، مجدد دین وملت، قطب الارشاد حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

پس منظر: جہاں برصغیر پاک و ہند کی سرزمین اس اعتبار سے قابل قدر واہم ہے کہ اس سے متصل سری لنکا میں تمام انسانوں کے باپ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرما کر دنیا کی آبادکاری کا آغاز فرمایا۔ وہاں اس خطہ کے مختلف علاقوں میں دیگر انبیاء بھی بھیجے جن کی قبور آج بھی موجود ہیں۔ کچھ کو ظاہر جبکہ زیادہ کو پوشیدہ رکھا ہے کہ ان کے بارے میں اپنے خاص بندوں میں سے جن کو چاہتا ہے آگاہ فرماتا ہے۔ انبیاء کے بعد اس سرزمین میں جن ہستیوں کے ذریعے خالق نے اپنے دین کی آبیاری فرمائی وہ اولیائے کرام ہیں۔ ہندو پاک کا خطہ اس نعمت سے مالامال ہے۔ محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی فتوحات سے بھی قبل کئی نامور بزرگوں کے تذکرے ملتے ہیں۔

حضرت علی بن عثمان المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا یہ سلسلہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تک اور پھر آگے دیگر مشہور ومعروف اولیاء سے آج تک جاری وساری ہے۔

سرزمین پاک و ہند نے بہت سی عظیم روحانی ہستیاں پیدا کیں۔ اُن ہی روحانی ہستیوں میں ایک نام حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔

اجداد کا تعارف اور حضرت مولانا شاہ فضل رحمن کی ولادت:

آپ جب اس جہان رنگ و بو میں تشریف لائے تو اسلامی سلطنت تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ آپ کی تاریخ ولادت ۱۲۰۸ھ ہے۔ آپ کا نام ''فضل رحمن'' بلا الف و لام کے ہے۔ کیونکہ یہ نام تاریخی ہے آپ صدیقی النسل ہیں۔ اکتسویں پشت میں آپ کا سلسلہء نسب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ یوں تو آپ کے اجداد میں اولیاء اللہ کا سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ مگر نو پشت پہلے خاص طور پر ۱۹ محرم الحرام ۸۱۰ھ میں ایک بہت عظیم روحانی ہستی نے ہندو پاک کو رونق بخشی ۔ جن کا نام نامی اسم گرامی شیخ محمد المعروف بہ مصباح العاشقین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ جن کی ولادت با سعادت کی خوشخبری اُس وقت کے ایک بزرگ مُلّا محمد سعید صاحب علیہ الرحمہ نے پہلے ہی دیدی تھی۔ آپ لکھنؤ کے مشہور بزرگ حضرت شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر اور گہرے دوست تھے۔ سکندر لودھی کے عہد میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۹ سال عمر پائی۔ ۹۳۹ھ میں وصال فرمایا۔

حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کی خبر: حضرت میاں اہل اللہ علیہ الرحمہ کے مرشد محترم جناب قطب وقت مولانا شاہ عبد الرحمن صاحب لکھنوی علیہ نے دے دی تھی۔ کیونکہ حضرت مولانا فضل رحمن رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے ۱۷ سال پہلے حضرت میاں اہل اللہ علیہ الرحمن کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوئی تھی۔ پھر ۱۷ سال بعد آپ پیدا ہوئے۔

جناب شاہ عبد الرحمن لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا شاہ فضل رحمن کی ولادت کی خوش کُن پیشگوئی اِن الفاظ میں فرمائی، ''میاں اہل اللہ کس فکر میں ہو۔ شاید خلش اولاد ہے۔ اچھا اب تم اپنے مکان جاؤ۔ تم کو پروردگارِ عالم ایک ایسا فرزند عطا فرمائے گا جو مثل آفتاب دنیا میں روشن ہوگا۔ جس کا فیض مشرق سے مغرب تک ایسا روشن کر دے گا کہ اس کے سامنے دیگر ستارے ماند ہوں گے۔ اُن کا نام فضل رحمن رکھنا۔''

چنانچہ حضرت شاہ عبد الرحمن لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت سندیلہ میں یکم ماہِ رمضان

مبارک ۸ ۱۲۰۸ھ بوقت صبح صادق حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ جب حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اس جہان میں رونق افروز ہوئے۔

مادرزاد ولی: حضرت مولانا گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ مادرزاد قطب تھے جس کے آثار ماں کے بطن اور بچپن سے ظاہر ہوگئے۔ آپ کے بچپن میں محلہ کے ایک صاحب کا انتقال ہوا تو وہ اپنی قبر میں آزمائش میں مبتلا تھے حضرت نے کشف سے معلوم ہونے پر اُن صاحب نے جن کے ساتھ زیادتی کی تھی اُنھیں قبر پر لاکر صاحبِ قبر کو معاف کرنے کو کہا اور معافی کے بعد کچھ پڑھ کر ایصالِ ثواب اُن ہی سے کروایا تو اللہ نے کرم فرمادیا۔

ابتدائی تعلیم: حضرت مولانا گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تعلیم کچھ سندیلہ اور کچھ ملاواں میں ہوئی۔ جبکہ شرح مُلّا، شرح جامی، کافیہ یعنی صرف ونحو، تفسیر وکلام وفقہ کی تکمیل مولانا نور صاحب والد مولانا انوار صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہما سے ہوئی۔

تکمیل حدیث بوسیلہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت مولانا گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے تکمیل حدیث اُستاذ الاساتذہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمائی۔ شاہ صاحب آپ کو تنہا درسِ حدیث سے نوازتے صرف اپنے داماد سید ظہیرالدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی کبھی شریک درس فرماتے۔

آپ کی بیعت: سلسلہ نقشبندیہ میں آپ نے حضرت شاہ محمد آفاق رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔ جو نسبی حوالے سے حضرت مجدد پاک علیہ الرحمہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ساتویں پشت میں سلسلہ ٔنسب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے بواسطہ حضرت خازن رحمۃ اللہ علیہ مل جاتا ہے۔

جبکہ طریقت میں حضرت شہ ضیاء اللہ، حضرت قبلہ عالم شاہ محمد زبیر، حضرت حُجۃ اللہ نقشبند، حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تک صرف پانچ واسطوں سے پہنچتا ہے۔ یعنی حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے چھ واسطوں سے۔

آپ کے متعلق مرشد کے ارشادات: آپ کے مرشد محترم نے آپ کو اپنے حرم خانہ میں لے جا کر اپنی صاحبزادی صاحبہ اور داماد مولانا شاہ عبدالغنی صاحب سے فرمایا، ''مولوی فضل رحمن کو نذر دو۔ یہ ایک خاص اولاد ہم کو خدائے قدوس نے مرحمت فرمائی ہے۔ اسی کامل اکمل بیٹے کا ہم کو انتظار تھا کہ تمام عالم اِن کے دریائے فیض سے سیراب ہوگا۔''

ایک مرتبہ شاہ آفاق علیہ الرحمن کے خلیفہ مولانا اعظم علی صاحب نے مرشد سے مولانا فضل رحمن پر خاص عنایات کا تذکرہ کیا تو مرشد نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ، ''تم سب کو میں چاہتا ہوں کہ ہو جاؤ اور مولوی فضل رحمن کو خدا چاہتا ہے۔ بس جسے خدا چاہتا ہے اُسے میں بھی چاہتا ہوں۔''

خود حضرت مولانا شاہ فضل رحمن رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حلقہ احباب میں ارشاد فرمایا کہ وہ جب بیعت کے ارادے سے نکلے تو مرشد محترم نے اپنے خلفا اور مریدین کو استقبال کے لیے بھیجا۔ پھر حضرت نے فرمایا، ''وہ شخص میرے پاس آرہا ہے جس کے مریدی سے مجھ کو فخر ہے۔''

آمد بر سر مطلب: اس تمہید کے بعد اس مضمون کو لکھنے کی طرف آتے ہیں تا کہ ہندو پاک کے مسلمانوں کو عام طور پر اور پاکستان کے مسلمانوں اور خصوصاً سنیوں کو اس عظیم ہستی سے روشناس کروایا جائے۔

جس طرح حکیم اہلسنت جناب محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان میں اعلیٰ حضرت کو روشناس کروایا۔ یہ انتہائی حسن اتفاق ہے کہ امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ جناب حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کی مولانا گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری کا واقعہ تحریر کرنے سے پہلے یہ ناچیز راقم مضمون ھذا نہایت خوش بختی سمجھتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ یہ حقیر حضرت مولانا فضل رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ عالیہ سے ۱۹۹۴ء سے واسطہ ہے اور بوقت تحریر انتہائی مسرور اور پُرسرور ہے۔ اگرچہ یہ واقعہ اعلیٰ حضرت پر لکھی جانے والی

سوانح ''حیاتِ اعلیٰ حضرت'' کی جلد اوّل کے صفحات نمبر 476 تا 479 میں موجود ہے۔ مگر یہاں حضرت مولانا گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے پرپوتے حضرت مفتی شاہ افضال رحمن عرف بھولے میاں صاحب متخلص جوہر گنج مرادآبادی مدظلہ کی تحریر کردہ سوانح ''افضال رحمن'' سے مِن وعَن نقل کیا جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت خدمتِ فضلِ گنج مرادآبادی میں:

''مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی بغرض ملاقات قدسی صفات مولانا بابا علیہ الرحمہ گنج مرادآباد ماہِ رمضان میں آئے اور ایک جگہ ٹھہر کر خدمتِ اقدس میں خبر کرائی کہ ایک شخص بریلی سے ملنے آیا ہوا ہے۔ مولانا بابا علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہاں فقیر کے پاس کیا دھرا ہے۔ اِن کے والد عالم دادا عالم وہ خود عالم (کشفی صورت) پھر بکمال لطف فرمایا کہ بُلا لاؤ۔ بوقتِ ملاقات حضرت بریلوی نے میلاد شریف کی بابت استفسار کیا تو مولانا بابا نے ارشاد فرمایا کہ پہلے تم بتاؤ خود بھی تو عالم ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں تو میلاد کو مستحب جانتا ہوں۔ اس پر مولانا بابا نے فرمایا کہ میں سنت جانتا ہوں کیونکہ صحابہ کرام جو جہاد میں تشریف لے جاتے تھے۔ نیز اپنے گھروں میں اپنے اہل وعیال سے کیا کہا کرتے یہی نہ کہ مکہ معظّمہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اُن پر قرآن اُتارا۔ اُنہوں نے یہ معجزے دکھائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ فضائل عطا فرمائے۔ مجلس میلاد میں بھی یہی بیان ہوتا ہے جو صحابہ اپنے مجمع میں کہا کرتے فرق اتنا ہے کہ تم اپنی مجلس میں لڈو بانٹتے ہو صحابہ اپنی مجلس میں موڑ (سر) بانٹتے تھے۔ حضرت بریلوی نے عرض کیا کہ کچھ نصیحت فرمایئے۔ ارشاد فرمایا کہ تکفیر میں جلدی نہ کیا کرو۔ اُنہوں نے دل میں سوچا کہ میں تو اُن کو کافر کہتا ہوں جو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ گویا کہ مولانا بابا کو کشف ہوا) فرمایا کہ ہاں ہاں جو ادنیٰ حرف گستاخی شانِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بکے بلاشک کافر ہے۔ بعد ازاں آپ نے اپنی کلاہ مبارک حضرت بریلوی کو عنایت فرما کر اُن کی ٹوپی خود لے لی۔ (طریقہ صوفیاء میں تبدیلِ لباس بھی فیض رسانی کا ایک طریقہ ہے) پس ۲۹

رمضان مبارک ۱۲۶۲ھ کو رخصت واپسی بخشی۔‘‘

اعلانِ حقیقت:

اہل علم خوب واقف ہیں کہ خود کو نام نہاد حنفی اور اہلسنت کہنے والا وہ گروہ اب جس کی شناخت دیو بند ہے اور جس کی روش صحابہ کرام والے پکے سچے عقائد کے حامل بزرگوں کو دھوکہ دہی، چال بازی اور دجل سے وہابی عقائد کا حامل ثابت کرنا ہے۔ اُس گروہ کے سر کرواؤں نے حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے معاملے میں بھی یہی کیا ہے۔ جبکہ اعلیٰ حضرت کی حاضری کے واقعہ میں ’’مسئلہ میلاد‘‘ اور ’’مسئلہ تکفیر‘‘ سے روزِ روشن کی طرح عقائدِ اہل سنت ظاہر ہیں۔ مولانا گنج مراد آبادی علیہ الرحمہ سے متعلق خاص طور پر اشرف علی تھانوی اور ابوالحسن ندوی اور بعض دیگر نے خصوصیت کے ساتھ حضرت صاحب کی طرف بعض ایسی روایات منصوب کیں ہیں جن کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے قطعاً تعلق وواسطہ نہیں۔ مذکورہ حضرات نے واقعات کو اس انداز سے پیش کیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت مولانا فضل رحمن علیہ الرحمہ اہلسنت نہ تھے بلکہ دیوبندی یا وہابی تھے۔

آستانہ عالیہ فضل رحمانیہ گنج مراد آباد سے شائع ہونے والی کتاب ’’افضال رحمن‘‘ کے۔ حصہ دوم بنام ’’رحمت ونعمت‘‘ کے بارہویں باب بعنوان ’’اعلانِ حقیقت‘‘ کے تحت صفحہ نمبر 274 پر ’’تذکرہ نوشتہ ندوی صاحب‘‘ کے ذیل میں یوں مرقوم ہے، ’’۲۵ جون ۱۹۵۸ء میں بنام تذکرہ مولوی ابوالحسن صاحب ندوی نے ایک ترتیب دادہ مجموعہ شائع کیا لیکن اس کی مفروضہ روایات کی نقل نے جوابی تردید پر مجبور کیا۔ اپریل ۱۹۵۹ء میں تذکرہ کی تردید میں ’’تبصرہ‘‘ نامی رسالہ شائع کرنا پڑا۔‘‘ نیز ’’رحمت ونعمت‘‘ کے صفحہ نمبر 282 پر اشرف التنبیہہ کے صفحہ نمبر 330 پر حکایت نمبر 346 کے تحت حضرت مولانا شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی رشید احمد گنگوہی کو بہت بڑا بزرگ ثابت کرنے کی حسب عادت چال چلی گئی ہے۔ حالانکہ ’’بارھواں باب اعلانِ حقیقت‘‘ پورا کا پورا شامل ہو تو راز فاش ہو مگر طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے اور حضرت والا کے بعض

خصائص، خاص مریدین اور خاص واقعات کو قرطاس کو زینت بنایا جاتا ہے۔ جویانِ حق خود حق تلاش کر لیتے ہیں اور لگن سچی ہو تو حق خود مدد فرماتا ہے۔ چنانچہ آئندہ تحریر میں چند وہ مسائل پیش کیے جارہے ہیں جن سے حضرت مولانا علیہ الرحمہ اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے افکار و خیالات اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عشق و محبت اور ناموس کے دفاع میں صد فیصد مماثلت و یگانگت پائی جاتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت و جماعت اور دیگر مسالک کے درمیان پائے جانے والے نزاعی مسائل وہ عقائد سے متعلق ہوں یا فقہ سے یا فراع سے قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین فرما کر بڑے بڑے غیر اہل سنت کو قائل کر لیا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت اور مولانا شاہ فضل رحمن اِن میں صد فیصد متفق ہیں۔ مثلاً (۱) ایصالِ ثواب کی مختلف صورتیں تیجہ دسواں، چالیسواں اور برسی وغیرہ (۲) ایام کا تعین کرنا (۳) عرس منانا (۴) میلاد شریف کا اثبات (۵) میلاد میں قیام وسلام (۶) جواز ندائے غیر اللہ (۷) بموقع میلاد شریف روشنی کرنا (۸) معراجِ جسمانی (۹) ایمانِ والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (۱۰) اللہ کے نبی ہم جیسے نہیں (۱۱) حیات النبی (۱۲) حاضر و ناظر (۱۳) دعا میں وسیلہ پیش کرنا (۱۴) علم غیب (۱۵) علم ما کان و ما یکون (۱۶) مسئلہ تکفیر (۱۷) یارسول اللہ کہنا یہاں بھی اِن چند عنوانات پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

نواب سید صدیق حسن خاں بھوپالی صاحب کی توبہ: کتاب ''رحمت و نعمت صفحات نمبر ۱۵۲ تا ۱۷۵ پر نواب صاحب، اُن کے بیٹے نواب نور الحسن خاں، اُن کے بھائی، والد اور بعض دیگر افراد جو اہل حدیث کے واقعات ہیں۔ یہ سب حضرت والا کے دستِ حق پر ست پر نہ صرف اپنے عقائد باطلہ سے طائب ہوئے بلکہ سلسلہ رحمانیہ میں داخل بیعت ہوتے ہوئے سنیوں میں شامل ہو گئے۔

حیات النبی، حاضر و ناظر، علم ما کان و ما یکون، علم حیدری کی حدود، ہر لمحہ درود خوانی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات انفرادی کے بعد نواب صاحب کی حالت اُنہی کے لفظوں

میں ''نہ پوچھئے کہ میرے لیے عقلی تازیانہ کیا تھا۔ اب میرا حالِ زار کہ آنکھیں اشکبار قلب میں اضطرار۔ غیر مقلدی کی ذلت کا اقرار۔ کجروی کے گندے عقائد سے انکار۔ اِن کے مؤجدوں سے میرا رواں رواں بیزار۔ لب پہ بار بار استغفار ہی استغفار۔ پس دل کی ایک پکار کہ جلد توبہ سے اپنے کو سنوار۔ روح کا فقط یہ اصرار کہ جلد مرید ہوکر دنیا وعقبیٰ سنوار۔'' صفحہ نمبر 163 (رحمت ونعمت)

اسی کیفیت میں حضور اعلیٰ مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادعلیہ الرحمہ کے قدموں میں گرے اور مرید ہوئے۔ ''رحمت ونعمت'' ہی کے صفحہ نمبر 166 پر ''تبلیغ حق'' کے ذیل میں اُن کے الفاظ یوں درج ہیں۔ ''فقیر صدیق حسن نے اپنے بھائی اور والد اور نور الحسن خاں و اُن کے بھائی بہنوں سے واضح ہدایت کردی ہے کہ میرا سارا گھرانہ مولانا بابا سے بیعت ہوکر پاک اور کجروی سے ہمیشہ کے لیے میری طرح محفوظ ہوآئے تاکہ قبر میں میری پیٹھ آرام سے لگ سکے۔ نیز نواب وقار نواز جنگ وحید الزماں خاں سلمہ کو میں نے سختی سے لکھ دیا اگر صحیح معنے پر اہل حدیث بننا اور پاک ہونا چاہتے ہوتو مولانا بابا سے شرف بیعت حاصل کرکے اتباع سنت اور حدیث سیکھو۔ میری سابقہ اتباع وضلالت غیر مقلدی سے میری طرح توبہ کرو۔ آنجناب مولانا حکیم شاہ نیاز احمد صاحب میرے اور متعلقین کے لیے مولانا بابا اور احمد میاں سے سفارشی رہیں۔ ساتھ ہی میرے اس اعتراف حق کو اپنے زیر تالیف مجموعہ میں سوانح عالیہ کے ختم پر جگہ دیکر مشکور فرمائیں۔ اگرچہ میں خود بھی اس کو شائع کرسکتا تھا لیکن اس لیے ایسا نہیں کرتا کہ جب آپ کی وساطت سے میں ایسے مخزن فضل وسعادت سے سرشار ہوا تو اب بھی آپ کی مصدقہ شہادت سے خادم اولیائے طریقت و اہل سنت مشتہر ہوں۔ میری یہ تحریر ذاتی رجحانات وغیر مقلدی کے فریب میں پھنسنے والوں کے لیے حجت اصلاحی بن سکے۔ آج تک میری اس ندائے ''ابن قیم مددے قاضی شوکاں مددے'' نے کچھ دینے کے بجائے چُن چُن کر میرا سب کچھ لوٹا مگر ''مرکز فیض رسل ہادی دوراں مددے''۔ فضل رحمٰن بہ من بے سروساماں مددے کی صدائے حق نے صحیح معنی میں

مجھے صدیق حسن بناتے ہوئے وہ سب کچھ دے دیا جو مجھے باوجود تو بہ میسر ہو نہ سکتا تھا۔ کاش کہ آج ابن تیمیہ وابن حزم وابن قیم وقاضی شوکانی وداؤد بن علی ظاہری وغیرہ میری مٹی پلید کرنے والے ہونے اور اس ذات سراپا فضل رحمن کا فیض پاتے تو اپنی اپنی بولیاں بولنا بھول کر راہ حق اختیار کیے بغیر رہ نہ سکتے تھے۔ میری وسعت نظر کی جہاں تک حدود ہیں میں ہر فن کو مولانا بابا کی شان میں خراجِ عقیدت پیش کرتے پاتا ہوں۔ فن حدیث اگر آپ کی محدث گری پر نازاں ہے تو مجددیت ومجتہدی آپ پر فخر کر رہی ہے۔ علم پر اتنا عبور حفظ حدیث اس قدر وسیع میری نظر سے گزرا نہیں۔ باقی آپ کے مدارج علیا ہم سمجھیں بھی تو کیا سمجھیں جبکہ اکابر اولیاء جسے کہیں ''جسے خدا چاہتا ہے ہم بھی چاہتے ہیں۔''

''خاکپائے فضل رحمانی صدیق حسن بھوپالی بارہ شعبان ۱۲۹۸ھ''

مندرجہ بالا تحریر نواب صاحب نے اپنے پیر بھائی مولانا حکیم شاہ نیاز احمد صاحب فیض آبادی فضل رحمانی کو بذریعہ ڈاک بھیجی تھی کتاب ''رحمت ونعمت'' میں کوائف فیض آبادی سے لی گئی ہے۔ اس جامع واقعہ کے بعد اب آگے بڑھتے رہیں۔

اہم دینی و دنیاوی شخصیات کی حاضری: (۱) حضرت سید وارث علی رحمۃ اللہ علیہ (۲) پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (۴) محدث علی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت مولانا عبدالحئ فرنگی محلی مرید تھے (۶) نواب سید صدیق حسن خاں بھوپالی مع اپنے والد وفرزند وزوجہ وغیرہ مرید ہوئے (۷) مفسر تفسیر حقانی مولانا عبدالحق دہلوی (۸) فرقہ نیچریہ کے بانی سرسید احمد خان شاہ غلام علی دہلوی کے مرید تھے انہیں ان کے مرشد نے خواب میں فرمایا کہ تم مولانا شاہ فضل رحمن کے پاس اپنی اصلاح کے لیے جاؤ۔ ایک بار کسی نے سرسید سے کسی بزرگ کو ماننے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے یہ کہا کہ ''میں آج کل کے رنگے سیاروں کا قائل نہیں مگر مولانا شاہ فضل رحمن صاحب قبلہ گنج مراد آبادی علیہ الرحمہ کا دل سے قائل ضرور ہوں۔ تین بار خواب میں مرشد کے ارشاد کے باوجود حضرت صاحب کی خدمت بابرکت میں نہ گئے بس اپنا نمائندہ اور کچھ

تحائف بھیج دیئے۔(۹) شاہ سلیمان پھلواری حاضر خدمت ہوئے۔(۱۰) مولانا محمد علی مونگری مرید تھے۔(۱۱) حسین احمد (ٹانڈوی) کے والد مولوی محمد حبیب اللہ صاحب حضرت والے کے بڑے صادق و عاشق زار مرید تھے۔(۱۲) اہل حدیث کے بڑے عالم نذیر حسین دہلوی نے اپنے بھانجے یا بھتیجے کو تصوف کی تعلیم کے لیے حضرت کی خدمت میں بھیجا۔(۱۳) نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی صاحب آپ سے مرید تھے۔(۱۴) ڈاکٹر علامہ محمد اقبال شاعر مشرق بھی حاضر خدمت ہوئے۔(۱۵) اشرف علی تھانوی نے چار بار حاضری دی۔(۱۶) لفٹنٹ گورنر سر جان کراستھویٹ 1892ء میں حاضر ہوا۔ اپنے صاحب اولاد ہونے کی دعا کروائی۔ ایک گاؤں نذر کرنا چاہا جو آپ نے قبول نہ کیا۔ اللہ کی مخلوق پر ظلم نہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔(۱۷) سر لاٹو میں جو گورنر کا پرائیویٹ سیکرٹری تھا جب حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرما کر تم بھی تو لاٹ (لاڈ) ہو۔ چنانچہ جان کراستھویٹ کے بعد یہی گورنر بنا جواہر لال نہرو اور اس کا باپ بھی گنج مراد آباد حاضر ہوئے۔ یہ فہرست خاصی طویل ہے پر انہی چند ناموں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اتباع شریعت وسنت اور فنافی الرسول: آپ رحمۃ اللہ علیہ حد درجہ پابند شرع تھے اتباعِ نبوی اور سنت پر ایسے عامل کے چادر اوڑھنے تک کی دعا یاد تھی۔ شریعت وسنت پر عمل پیرا ہو کر آپ دائم حضوری میں رہتے اور یوں فنافی الرسول کی منزل پر فائز ہوئے۔ بے شمار واقعات ہیں مگر سب چھوڑتے جاتے ہیں۔

قرآن وحدیث سے انتہائی شغف: آپ علیہ الرحمہ نے مقامی بھاشا میں قرآن کا ترجمہ فرمایا مگر اسے شائع نافرمایا کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نمود و نمائش سے۔ بیزار اور کوسوں دور تھے۔ یہاں ترجمہ قرآن وحدیث کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں۔

آیت:

(۱) ”بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡعَرۡضِ۔“

ترجمہ: ”اے انوکھے بنانے والے زمین وآسمان کے۔“

(۲) ''اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔''

ترجمہ: ''یاد رکھو من موہن کی یاد سے دل کو آرام ہو جاتا ہے۔''

(۳) ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔''

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کا دلارا اور پیارا محمد صاحب پر اور اُن کے بال بچوں پر۔''

حدیث شریف:

(۱) ''ان عباد اللہ یسوا با لمتعین۔''

ترجمہ: ''بندہ خدا آرام طلب نہیں ہوتے۔''

(۲) ''یضربون مشارق الارض و مغاربھا۔''

ترجمہ: ''مارے مارے پھرتے تھے پورب اور پچھّم۔''

(۳) ''من کان للہ کان اللہ لہ۔''

ترجمہ: ''جو ہر کو بھجے وہ ہر کا ہوئے۔''

چند الفاظ کے دل کش تراجم:

(1) قرآن کا ترجمہ دعوت نامہ فرمایا۔ (2) بہشت کا ترجمہ مہمان خانہ فرمایا۔
(3) اسمٰعیل کا ترجمہ مطیع اللہ فرمایا۔ (4) مریم کا ترجمہ عابدہ فرمایا۔
(5) حورالعین کا ترجمہ آنکھیں جیسے آم کی بھانکیں فرمایا۔

دیکھ لیجئے یہ پڑھ کر آپ کے دل میں کیسی ترنگ اٹھتی ہے۔

بے مثال حافظہ: حضرت علیہ الرحمہ کا حافظہ انتہائی مضبوط تھا۔ قرآن و حدیث گفتگو میں رواں دواں رہتے۔ مثالیں اور فقہی مسائل فوراً ارشاد فرما دیتے۔ کتب و تفاسیر کے ناموں کے ساتھ مصنفین کے نام بھی۔ علاوہ ازیں ہزاروں فارسی، اردو اور ہندی اشعار جو جس موقع کے لیے موزوں ہوتا ارشاد ہوتا۔ یقیناً عربی اشعار بھی بہت ارشاد فرمائے ہوں گے۔

کشف و کرامت اور قبولیت دعا: کشف و کرامت بھی بے حد و بے شمار ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے جب دل میں سوچا تھا کہ ''میں تو کسی کو کافر نہیں کہتا سوائے اُن کے جو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔تو آپ علیہ الرحمہ نے فوراً جواب عطا فرمایا۔

اسی طرح نواب صدیق حسن خان بھوپالی صاحب سے اُن کے دل کی بات چیت نکاح بھی ارشاد فرمادی تھی اور ساتھ دعا بھی دی جیسا ارشاد فرمایا ویسا ہی ہوا۔جو دعا دی پوری ہوئی۔

ملکہ وکٹوریہ نے اپنے قریبی رشتہ کے ایک شخص کو حضرت مولانا گنج مراد آبادی علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا۔اُس نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ملکہ کے اولاد نہیں ہوئی۔آپ نے فرمایا ہم دعا کرتے ہیں اور چند بتاشے ملکہ کو کھلانے کے لیے دیئے ساتھ فرماتے اپنے ہاں کے مسلمانوں کو اذان کہنے اور نماز پڑھنے کی اجازت دو۔اس پر ملکہ نے کئی مسجدیں بنوادیں۔خدا نے ایسا کیا کہ ملکہ کے گیارویں مہینہ میں اولاد ہوئی۔راقم کے مرشد سید عبدالغفار صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت والا کی کرامت کا اظہار ہیں کیونکہ آپ کے والد نکاح ثانی نہ چاہتے تھے مگر حضرت نے پہلے ہی سب کچھ بتادیا کہ نکاح کہاں ہوگا، کتنے بچے ہوں گے اور کون عالم ہوگا۔وہ عالم میرے مرشد ہیں۔

وصال: قرآن وحدیث اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور بکھیرنے والا یہ سورج پوری آب وتاب سے ایک عالم کو منور کرکے ۲۲ ربیع الاوّل ۱۳۱۳ھ کو روپوش ہوگیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

رباعی: نواب سید صدیق حسن خاں بھوپالی صاحب کے صاحبزادے نواب سید نور الحسن خاں صاحب کی تحریر کردہ فارسی رباعی۔

آں را کہ رہے ست بحضرت رحمٰن است
دُر یاب کہ زیرِ سایہ احسان است
سرمایہ اُو زِ فیضِ کوثر دائم
علم و عمل و محبت ایمان است

انوار احمد صدیقی نقشبندی مجددی فضل رحمانی کے مرشد سید عبدالغفار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اردو رباعی بحضور مولانا فضلِ رحمٰن رحمۃ اللہ علیہ۔

فضل رحمٰن ہے تو کیا ڈر ہے
بدرِ[1] عرفان ہے تو کیا ڈر ہے
میری کشتی کا ناخدا ہے خدا
لاکھ طوفان ہے تو کیا ڈر ہے

انوارؔ[2] نہ چھوٹے دامن فضلِ رحمن کا
حشر میں بھی ہوگا وسیلہ فضلِ رحمن کا

نوٹ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کے دادا جان حضرت مولانا مفتی علی رضا خان بریلوی حضرت شاہ فضلِ رحمان گنج مرادآبادی کے مُرید تھے۔

---

1. بدر حضرت سید بدر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مولانا شاہ فضل رحمن رحمۃ اللہ علیہ راقم کے دادا مرشد۔
2. نذرانہ از طرف انوار احمد